پھول مالا

یعنی

بچوں کے لئے چند دلآویز نظمیں

از

ابوالاثر حفیظ جالندھری مُدیر مخزن

سنہ ۱۹۲۸ء

دار الاشاعت پنجاب لاہور

جملہ حقوق محفوظ

پھول مالا

یعنی

بچّوں کے لئے چند دلآویز نظمیں

از

ابوالاثر حفیظ جالندھری مُدیر مخزن

۱۹۲۸ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

قیمت ۸/

بار اوّل ۲۰۰۰

فہرست مضامین

۱۔ پیارا نام	۷
۲۔ ننھّا سا دل	۱۰
۳۔ جھُوٹا گواہ	۱۲
۴۔ میری امّاں	۱۶
۵۔ موٹر گاڑی	۱۸
۶۔ صبح کی سیر	۲۰
۷۔ مجھے ننھّا نہ سمجھو	۲۳
۸۔ چڑیا اور کوّا	۲۵
۹۔ اک ترے آنے سے پہلے	۲۷
۱۰۔ اک ترے آنے کے بعد	۲۹
۱۱۔ چلو بیر کھائیں	۳۱
۱۲۔ خدا دیکھتا ہے	۳۳
۱۳۔ بی بانو سمجھ گئیں	۳۴
۱۴۔ گوالا لڑکا	۳۵
۱۵۔ گرمی کی رُت آگئی	۳۸

گیلانی الیکٹرک پریس میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپی

دیباچہ

حفیظ کی شاعری نے اپنی نُدرت۔ سلاست اور پاکیزگی کی وجہ سے نہایت تھوڑی مدت میں اہلِ ملک کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی ہے۔ عظیم الشان مشاعرے اس کے کلام کی رونق سے آباد ہیں۔ ملک کے مقتدر اخبار اور رسالے اس کے دلآویز اشعار کو قدر و عزت کی جگہ دیتے ہیں۔ بچے اس کی نظمیں پڑھ کر ہنستے اور قلقاریاں مارتے ہیں۔ نوجوان سر دُھنتے اور جُھومتے ہیں۔ بوڑھے اپنا سفید سر ہلا کر اس کی ہونہاری پر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کہ ؎

ابھی فتنہ ہیں کسی دن کو قیامت ہوں گے

میرے نزدیک زبان کی سادگی۔ مطالب کی سلاست اور ادبی افادے کے اعتبار سے حفیظ کی اُن نظموں کا پایہ بہت بلند ہے۔ جو بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اصنافِ شعر میں عملی حیثیت سے بچوں کی نظمیں لکھنا بے انتہا مشکل کام ہے لیکن نہایت تعجب کا مقام ہے۔ کہ حفیظ کا معصوم تخیّل اس دشوار گزار رستے کو نہایت آسانی اور سہولت سے طے کر گیا۔ اور جس جگہ بڑے بڑے اُستادوں کا زہرہ آب آب ہوتا تھا۔ وہاں حفیظ کا قلم ہنستا کھیلتا اور اُچھلتا کودتا چلا جاتا ہے۔ حفیظ نے اب تک بچوں کے لئے بے شمار نظمیں لکھی ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ قابلِ غور اور تعجب انگیز خصوصیت یہ ہے۔ کہ کسی جگہ تخیّل کا انداز پیچیدہ ہونے نہیں پاتا۔ اور نقادِ فن کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے حفیظ ان نظموں کے لکھتے وقت خود بچہ بن گیا تھا۔ کیونکہ جب تک شاعر کی فکر پر یہ حالت فی الواقع

۱۶- چڑیا گھر کی سیر ۴۰

۱۷- مچھلیوں کا اُستاد ۵۰

۱۸- بیساکھی کا میلہ ۵۴

۱۹- تیتری ۵۶

۲۰- تصویروں سے لفظ بُوجھو ۵۸

۲۱- صحت ۵۹

۲۲- یعنی بے معنی ۶۱

۲۳- دُھنیا ۶۳

۲۴- مُرغی اور دانہ ۶۴

۲۵- ہولی ۶۷

۲۶- کُکڑوں کُوں اور چُوں چڑ چُوں ۶۹

۲۷- ناچ بندریا ۷۰

۲۸- سکاؤٹ کا گیت ۷۲

۲۹- تُو سب کا اَن داتا ہے ۷۴

۳۰- کُکڑوں کُوں ۷۶

۳۱- گوٹے کی چُنری ۷۸

۳۲- بی امّی کا چرخا ۷۹

پیارا نام

اے دوجہاں کے والی
اے گُلشنوں کے مالی
ہر چیز سے ہے ظاہر حِکمت تری نرالی
تیرے ہی فیض سے ہے سرسبز ڈالی ڈالی
پتّوں میں تیری رنگت پھولوں میں تیری لالی

یہ سلسلہ جہاں کا
دُنیا کے گُلستاں کا
پھولوں بھری زمیں کا تاروں کا آسماں کا
سارا ہے کام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

یہ خاک - آگ - پانی
ہے تیری مہربانی

وارد نہ ہو جائے - وہ کبھی بچے کی فطرت - اس کے خیالات - اس کے تصورات اور اس کی روحانیت کا پر تو اپنے کلام پر نہیں ڈال سکتا ۔ میرے نزدیک حفیظ کی یہ کامیابی تمام شعرا کے لئے مقام رشک ہے - اور اس اعتبار سے ملک کا کوئی سخنور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔

ان نظموں میں جہاں بچے کے مشاغل اور اس کی خواہشات کی ترجمانی کی گئی ہے - وہاں نہایت غیر معلوم طریق پر اس کی اخلاقی و ادبی تربیت کے اثرات بھی مضمر کر دئے گئے ہیں - تاکہ دل بہلاؤ کے پردے ہی میں بچے کا دماغ ادبی شائستگی سے بھی بہرہ ور ہو جائے ۔ اس کے علاوہ زبان اردو کی یہ کتنی بڑی خدمت ہے - کہ چھوٹے بچوں کو آغاز تعلیم ہی میں سادگی سلاست اور ادبیت کی خوبیوں کا عادی بنایا جائے - اور روزمرہ کے محاورات ان کے سادہ اور تاثر پذیر دماغوں میں اس طرح پیوست کر دئے جائیں - کہ مدۃ العمر اُن کی طبائع کو اُن سے بیگانگی پیدا نہ ہو ۔ ظاہر بیں نگاہیں آج حفیظ کی اس خدمت کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتیں لیکن آج سے دس سال بعد جب ان نظموں کے پڑھنے والے بچے زندگی کے مختلف شعبوں میں مصروف کار ہوں گے - اُس وقت نقادان فن کو معلوم ہو گا - کہ قوم کو زبانِ اُردو کا شیدائی بنانے میں حفیظ کی ان نظموں کو کس قدر دخل حاصل ہے ۔

اب ضرورت اس امر کی ہے - کہ بچوں کے والدین اور ان کے اُستاد اس عظیم الشان خدمت میں حفیظ کا ہاتھ بٹائیں - اس کی نظمیں بچوں کو حفظ کرائیں - اور اُن کے مطالب کا نقش ان سادہ دماغوں میں اس طرح بٹھا دیں - کہ کبھی مٹنے نہ پائے ۔ میرے نزدیک حفیظ کے کمالِ فن اور اس کی محنت و جگر کاوی کا یہی ایک معاوضہ ہو سکتا ہے - کہ ہم اس کے نصب العین کی تکمیل میں مددگار ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ یہ نظمیں قوم کے ہر طبقے میں بے انتہا مقبولیت حاصل کریں گی ۔

عبد المجید سالک

ہر اک غلام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

مسجد میں شان تیری
مندر میں آن تیری
ہوتی ہے سب میں پُوجا اے مہربان تیری
اُس میں بھجن ہیں تیرے اِس میں اذان تیری
یہ بھی ہے تیری بولی وہ بھی زبان تیری
ہر دل میں ہے ترا گھر
ہر من ہے تیرا مندر
رام اور رحیم بَن کر چرچا ہر اِک زباں پر
ہے صبح و شام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

ہر دم ہوا کے لب پر ہے تیری ہی کہانی
اُونچے پہاڑ چُپ ہیں دے کر تیری نشانی
ہے دم قدم سے تیرے دریاؤں میں روانی

ہر بحر اور بر میں
ہر خُشک اور تر میں

ہر بیج میں شجر میں ہر شاخ ہر ثمر میں

ہے فیض عام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

تو نے ہمیں بنایا
اور سوچنا سکھایا

ہر شے پہ ہم نے دیکھا تیرے کرم کا سایا
جس راستے میں ڈھونڈا تیرا نشان پایا
خالق ہے تو خدایا مالک ہے تو خدایا

انسان بھی ہیں تیرے
حیوان بھی ہیں تیرے

جاں دار بھی ہیں تیرے بے جان بھی ہیں تیرے

MABEL
LUCIE
ATTWELL

ننھّا سا دِل

نکلا ننھا گھر سے۔ موتی بچارا
اس کو کسی اوٗر کُتّے نے مارا

پنجے پہ اس کے۔ چوٹ آگئی ہے
بیچاری ننھّی۔ گھبرا گئی ہے

باندھی ہے پٹی۔ پنجے پہ کس کر
پہنچا ہے صدمہ۔ ننھّے سے جی پر

خود رو رہی ہے۔ کہتی ہے اس کو
”پُپ کل کے چھوجا۔ موتی تُو مت لو

چھوٗ نے ہے تیلی۔ یہ ٹانگ تولی
تو لوں گی موتی۔ میں ٹانگ اُچھ کی

چھوجا ہیں بدلا۔ لوں گی نیلا کل
ہیں ٹانگ اُچھ کی۔ تولوں گی جا کل“

روتی ہے بیٹھی ننھی زمیں پر
آئے ہیں آنسو گالوں پہ بہہ کر

رحم آگیا ہے۔ چھوٹا سا دل ہے
ننھی سی ننھی۔ ننھا سا دل ہے

تو گیدڑ یہ بولا "نہیں اے چچا — زباں ہی کا وعدہ تھا تو نے کیا"

کہا اُونٹ نے "جھوٹ کہتا ہے تو — فریبی ہے تو سخت جھوٹا ہے تو"

تو گیدڑ پکارا "ڈُرم - ڈُم - ڈُرم — چچا تو ہے جھوٹا - تُرم - تُم - تُرم"

پکارا یہ گیدڑ "ٹھہرنا یہاں — گواہ لے کے آیا ابھی دیکھ ہاں"

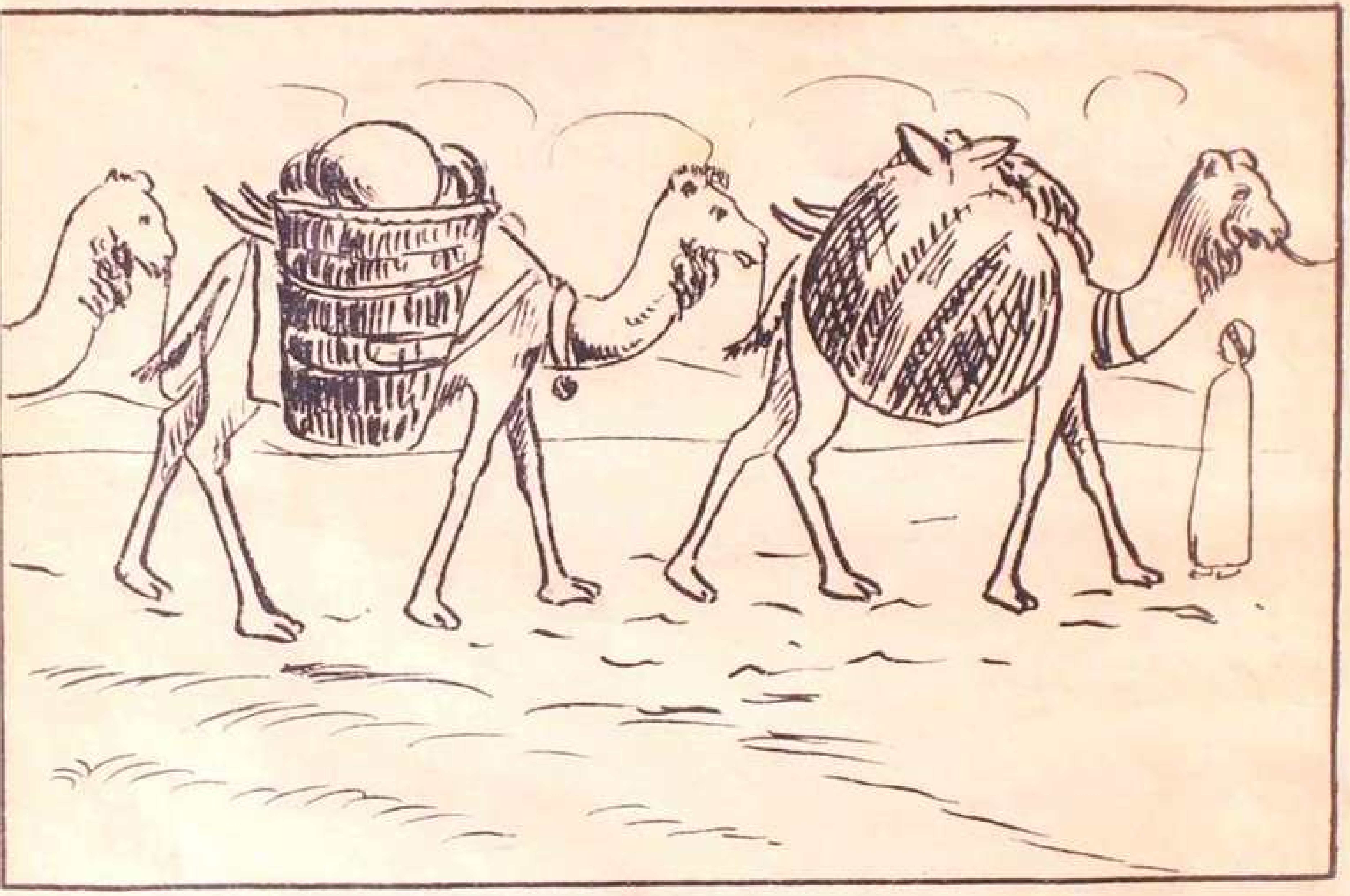

یہ کہہ کر وہ بھاگا ڈُرم - ڈُم - ڈُرم — اُچھل کود کرتا تُرم - تُم - تُرم

وہیں بھٹ میں رہتا تھا اک بھیڑیا — کہا اُس سے گیدڑ نے سب ماجرا

کہ اُونٹ ایک پھانسا ہے میں نے یہاں — چلو کاٹ لیں چل کے اس کی زباں

یہ سُن کر بہت خوش ہوا بھیڑیا — چلا ساتھ گیدڑ کے ہنستا ہوا

جھوٹا گواہ

بیاباں میں اُونٹوں کا اِک قافلہ
چلا جا رہا تھا ۔ دُڑم ۔ دُم ۔ دُڑم

تھی اک اُونٹ کی پیٹھ زخمی کہیں
اُسے اُس کے مالک نے چھوڑا وہیں

وہ بوجھ اُٹھانے کے قابل نہ تھا
اکیلا بیاباں میں وہ رہ گیا

بڑھی جب کہ گرمی دُڑم ۔ دُم ۔ دُڑم
لگی پیاس اُس کو تڑُم ۔ تُم ۔ تڑُم

وہ پھرتا رہا خوب اِدھر اور اُدھر
کہیں اُس کو پانی نہ آیا نظر

کئی دن نہ پانی جب اُس کو ملا
بُرا حال اُس اُونٹ کا ہو گیا

اُسے پھرتے پھرتے دُڑم ۔ دُم ۔ دُڑم
ملا ایک گیدڑ تڑُم ۔ تُم ۔ تڑُم

کہا اس سے گیدڑ نے سُن اے چچا
”اگر تجھ کو پانی کا دوں میں پتا؟

تو کھاؤں گا کچھ گوشت مَیں نوچ کر
”جہاں پر سے زخمی ہے تیری کمر“

ہُوا اُونٹ راضی دُڑم ۔ دُم ۔ دُڑم
چلے پھر وہ مل کر تڑُم ۔ تُم ۔ تڑُم

وہ پہنچے وہاں ایک ندّی کے پاس
بجھائی جہاں اُونٹ نے اپنی پیاس

کہا پھر تو گیدڑ نے لے اے چچا
”مجھے گوشت اپنی زباں کا کھلا“

کہا اُونٹ نے ”واہ دُڑم ۔ دُم ۔ دُڑم
کمر کا تھا وعدہ تڑُم ۔ تُم ۔ تڑُم“

تو گیدڑ بھی بھاگا یہ کہتا ہوا   ملی جھوٹ کی بھیڑیے کو سزا

کہا اونٹ نے تو بھی آ گوشت کھا   تو گیدڑ پکارا نہیں اے چچا

دُرُم - دُم - دُرُم - دُم - دُرُم - دُم - دُرُم

تُرُم - تُم - تُرُم - تُم - تُرُم - تُم - تُرُم

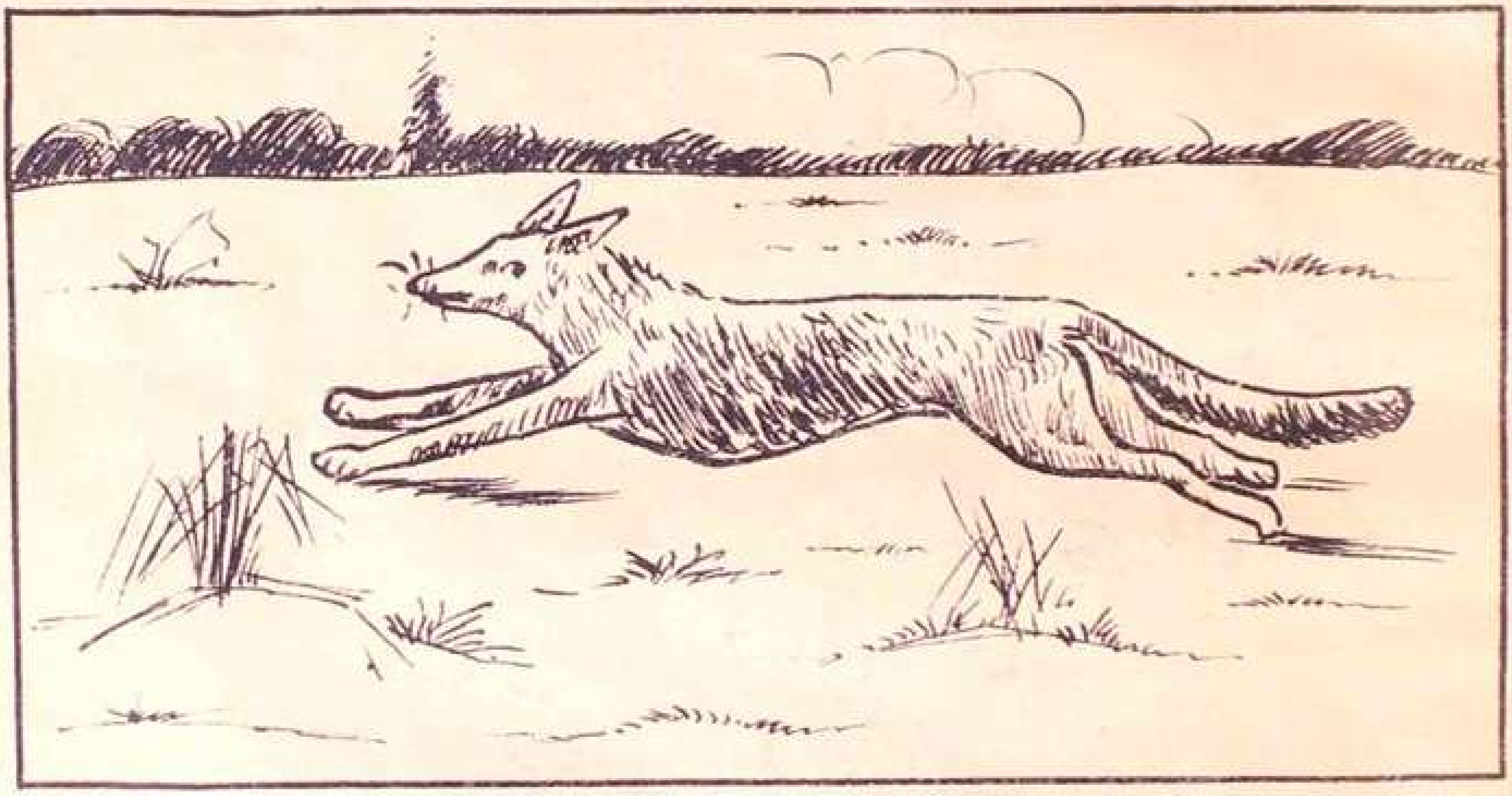

بہت جلد پہنچے وہ ندّی کے پاس — جہاں اُونٹ بیٹھا ہوا تھا اُداس

کہا بھیڑیے نے "دُڑم - دُم - دُڑم — مَیں سچ بولتا ہوں تُڑم - تُم - تُڑم

زباں کے کھلانے کا وعدہ تھا ہاں — "مَیں سُنتا تھا جھاڑی کے پیچھے وہاں

جو وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھا — زباں اپنی گیدڑ کو جلدی کھلا

مُکرتا ہے کیوں اب دُڑم - دُم - دُڑم — "مکرنا ترا ہے تُڑم - تُم - تُڑم

کہا اُونٹ نے "پیٹھ کا گوشت لو" — تو دونوں یہ بولے "زباں ہی کا دو"

کہا اُونٹ نے "مَیں تو مر جاؤں گا" — یہ دونوں پکارے "ہمیں اس سے کیا؟"

غرض اُونٹ بولا دُڑم - دُم - دُڑم — بہت تنگ آکر تُڑم - تُم - تُڑم

کہ لو بھائی گیدڑ زباں کاٹ لو — خدا تم سے سمجھے گا اس بات کو

وہ بیٹھا جو نہی اپنا مُنہ کھول کر — تو گیدڑ کو آنے لگا دل میں ڈر

کہا بھیڑیے سے "دُڑم - دُم - دُڑم — کہ ہاں میرے پیارے تُڑم - تُم - تُڑم

زباں اُونٹ کی تو ہے موٹی بہت — مری تھوتھنی اُس سے چھوٹی بہت

ذرا آکے مُنہ سے زباں تھامنا — مجھے سہل ہو جائے گا کاٹنا"

کہا بھیڑیے نے "دُڑم - دُم - دُڑم — بہت خوب اچھا تُڑم - تُم - تُڑم"

نہ تھی بھیڑیے کو مگر کچھ خبر — دیا ڈال جھٹ اونٹ کے مُنہ میں سر

کیا اُونٹ نے بند جھٹ اپنا مُنہ — دیا زور دانتوں کا بھی کر کے اونہہ

غرض بھیڑیے کی دُڑم - دُم - دُڑم — پھٹی کھوپڑی جب تُڑم - تُم - تُڑم

تری گودی میں آیا میں   تو کیسا تجھ کو بھایا میں
خوشی سے کِھل کِھلاتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

دِئے مجھ کو کھلونے بھی   مٹھائی اور پیسے بھی
دِئے بُوٹ اور موزے بھی   کتابیں اور کپڑے بھی
کھلاتی تھی پلاتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

نہ ہوگی تجھ میں جب طاقت   رکھوں گا تجھ سے میں اُلفت
تجھے دوں گا بڑی راحت   اُٹھاؤں گا تری خدمت
جو خدمت تو اُٹھاتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

میں جب دفتر سے آؤں گا   بہت سی چیزیں لاؤں گا
تجھے پہلے کھلاؤں گا   تو پھر میں آپ کھاؤں گا
مجھے جیسے کھلاتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

میری امّاں

مَیں اِک ننھّا سا بچّا تھا مَیں کچھ بھی کر نہ سکتا تھا
مگر مَیں تجھ کو پیارا تھا مجھے تیرا سہارا تھا
اُٹھاتی تھی لِٹاتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

تھپکتی تھی کبھی مجھ کو کبھی کی گُدگُدی مجھ کو
پلاتی دُودھ تھی مجھ کو کبھی کچھ چیز دی مجھ کو
کبھی لوری سُناتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

مجھے قصّے سُناتی تھی محبت سے سُلاتی تھی
سویرے جب اُٹھاتی تھی تو پہلے مُنہ دُھلاتی تھی
نئے کپڑے پہناتی تھی

مِری امّاں مِری امّاں

ذرا سا مُسکرایا مَیں ذرا سا کِھل کِھلایا مَیں

سامنے اک شیشہ جو لگا ہے   دُور کی چیز دِکھا دیتا ہے
راہ میں ہو جب کوئی آتا   آدمی - ہاتھی - گاڑی - گھوڑا
دیتا ہے آواز بِگل کی   جو سب کو ہے سُنائی دیتی
پخ پخ پخ پخ - پُم پُم پُم پُم   ہٹ جاؤ جی سامنے سے تم

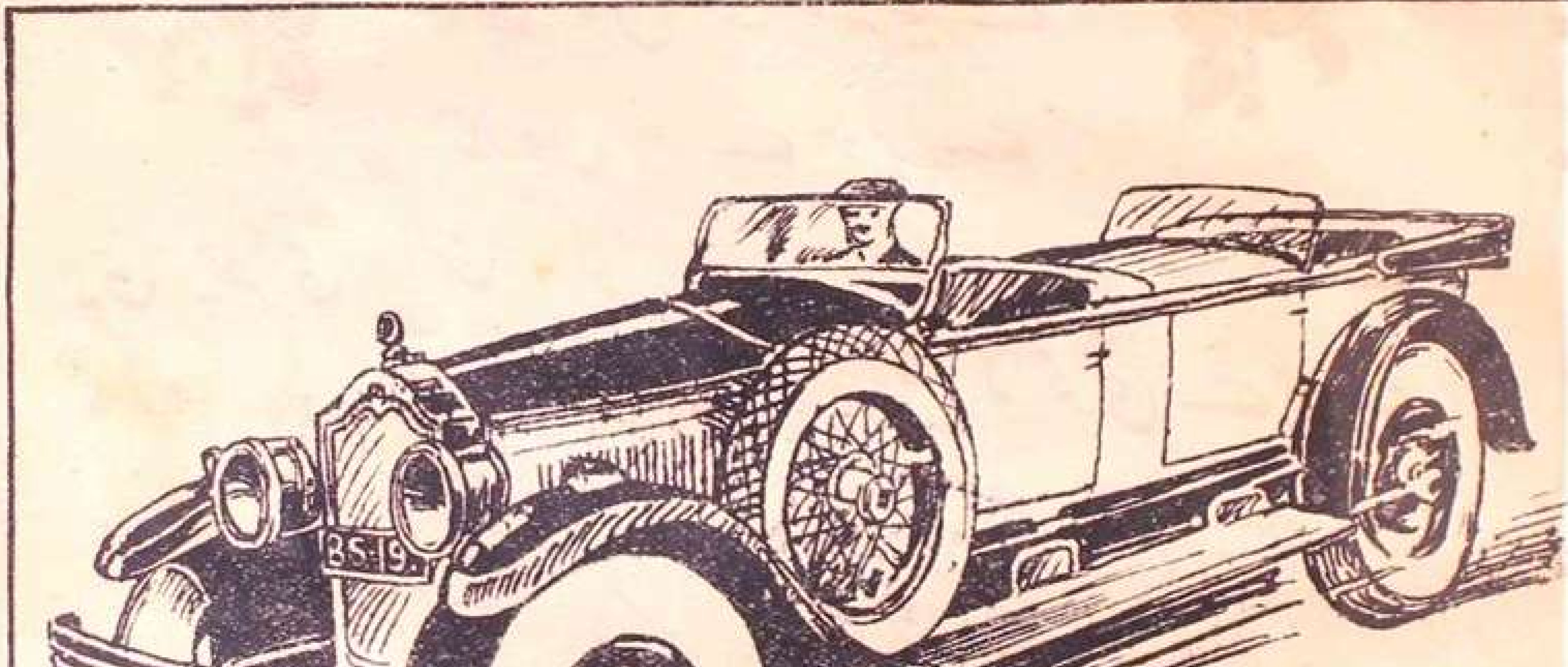

راہ سے خلقت ہٹ جاتی ہے   بھیڑ بھی ہو تو چھٹ جاتی ہے
ہو نہ سڑک پر جب چھڑکاؤ   موٹر والی راہ نہ جاؤ
خاک اُڑتی ہے اس کے پیچھے   ہو جاتے ہیں میلے کپڑے

موٹر گاڑی

پخ پخ پخ پخ۔ پم پم پم پم
چخ چخ چخ چخ۔ بھم بھم بھم بھم

آگے سے ہٹ جاؤ بھائی
دیکھو موٹر گاڑی آئی

آتی ہے وہ گر گر کرتی
رف رف کرتی فر فر کرتی

کھینچے اس کو اونٹ نہ گھوڑا
کوئی لگام ہے اور نہ کوڑا

آپ ہی آپ ہے دوڑتی پھرتی
گویا ہے لوہے کی آندھی

انجن ایک بنا ہے اس میں
کچھ پٹرول بھرا ہے جس میں

اور ہیں چند کلیں بھی ایسی
پیدا ہوتی ہے جن سے بجلی

بجلی سے پٹرول ہے جلتا
تب ہے دھواں اس میں سے نکلتا

کرتا ہے جب زور دھواں یہ
پہیّوں کو کرتا ہے رواں یہ

اندر بیٹھے ہیں مالک اس کے
دولت والے پیسے والے

بیٹھا ہے موٹر کا ڈریور
سامنے والی سیٹ کے اوپر

ہاتھ میں اس کے ایک ہے چکّر
بیٹھا ہے چوکنّا ہو کر

چکّر جب وہ گھما دیتا ہے
موڑ سے اس کو پھرا دیتا ہے

حیران ہو رہا ہوں

کچھ دور سے رہٹ کی آواز آ رہی ہے
گویا پری ہے کوئی جو گیت گا رہی ہے
یہ بول میٹھے میٹھے
ہیں کس قدر سُریلے
سُن سُن کے یہ ترانے ہر شاخ جھومتی ہے
اور اپنے ننھّے ننھّے پتّوں کو چومتی ہے
غُنچے بھی کھِل رہے ہیں
پتّے بھی ہل رہے ہیں
مشرق بھی رفتہ رفتہ گلزار بن رہا ہے
اس گھر میں کوئی دولہا جوڑے پہن رہا ہے
اللہ رے یہ نظارا
کیسا ہے پیارا پیارا
بادل کے چند ٹکڑے کیسے چمک اُٹھے ہیں
سیندور کے اثر سے کُندن دمک اُٹھے ہیں
اب صبح آ رہی ہے
سونا لُٹا رہی ہے

صبح کی سیر

اُٹھا ہوں مُنہ اندھیرے
تاروں بھرے سویرے
اپنی چھڑی اُٹھا کر نکلا ہوں سیر کرنے
تازہ ہوا میں جا کر دل کو خوشی سے بھرنے
کیا وقت ہے سُہانا
پُر نُور ہے زمانا
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کیا سرسرا رہے ہیں!
کھیت اور سبز پودے کیا لہلہا رہے ہیں!
شاخیں ہیں یا ہنڈولے
کھاتے ہیں کیا جھکولے
شاداب کھیت گویا ہیں سبز سبز نہریں
اُٹھتی ہیں بے تحاشا جن میں خوشی کی لہریں
مَیں ان کو دیکھتا ہوں

مجھے ننھا نہ سمجھو

مجھے ایک ننھا سا لڑکا نہ سمجھو   مجھے اس قدر بھولا بھالا نہ سمجھو
مجھے کھیلنے ہی کا شیدا نہ سمجھو   سمجھتے ہو ایسا۔ تو ایسا نہ سمجھو

میں طاقت میں رُستم سے بہتر بنوں گا   بہادر بنوں گا۔ دلاور بنوں گا
میں پڑھ لکھ کے اک روز افسر بنوں گا   ارسطو بنوں گا۔ سکندر بنوں گا

سبق نیکیوں کے مجھے یاد ہوں گے   بہت سے ہُنر مجھ سے ایجاد ہوں گے
بہت مجھ سے خوش میرے اُستاد ہوں گے   عزیز اور ماں باپ سب شاد ہوں گے

سچائی سے ہرگز نہ شرماؤں گا میں   بھلائی ہر اک سے کئے جاؤں گا میں
مصیبت میں بالکل نہ گھبراؤں گا میں   بُرائی کی راہوں سے کتراؤں گا میں

میری گفتگو ہو گی ساری کی ساری   بہت اچھی اچھی بہت پیاری پیاری

پیڑوں پہ سب پرندے خوشیاں منا رہے ہیں
اور صبح کی خوشی کے نغمے سُنا رہے ہیں
مِل مِل کے گا رہے ہیں
تانیں اُڑا رہے ہیں

سُورج اُٹھا ہے۔ اُٹھ کر پردے ہٹا کے جھانکا
بدلا ہے اس نے یکسر رنگ اَور ہی جہاں کا
دُنیا پہ نُور چھایا
مٹّی پہ رنگ آیا

سُورج نے آنکھ کھولی تو جاگ اُٹھا زمانہ
اب بن گیا ہے موتی شبنم کا دانہ دانہ
قطرے دمک رہے ہیں
ذرّے چمک رہے ہیں

دن آچلا ہے مَیں بھی اب گھر کو جا رہا ہوں
خوش ہوں۔ اور اس خوشی کی سیٹی بجا رہا ہوں
اب ناشتہ کروں گا
دل کام پر دھروں گا

چڑیا اور کوّا

اِک ننھی چڑیا اِک ننھا کوّا
دونوں نے اک دن یہ سوچا
آؤ آج پکائیں کھچڑی
دونوں مِل جُل کھائیں کھچڑی

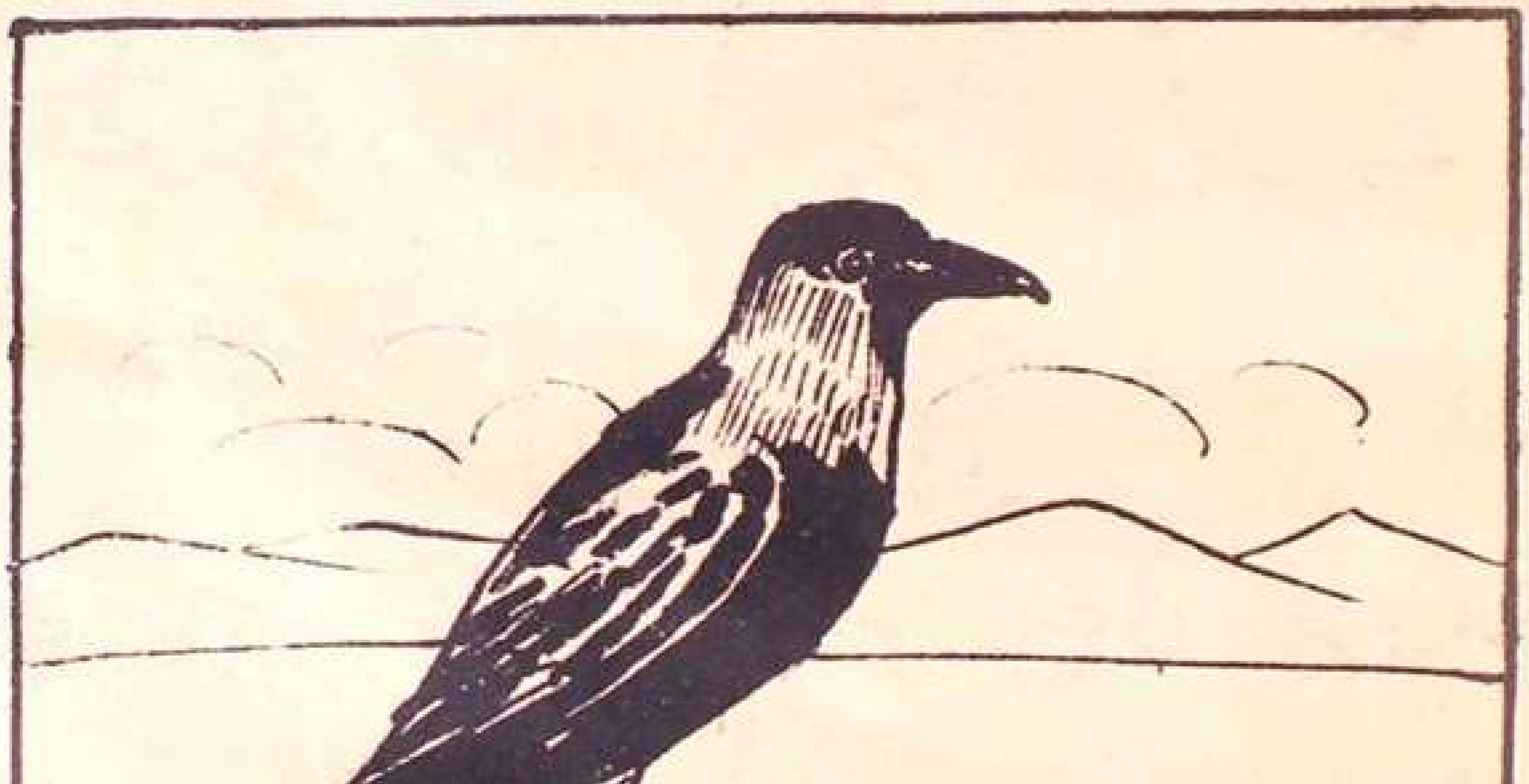

دونوں کو یہ کام جو بھایا
کوّا جا کر چاول لایا
چڑیا دال کے دانے لائی
کھچڑی پھر دونوں نے پکائی

مَیں بولوں گا محفل میں جب اپنی باری   تو ہو گی میری بات میں پائیداری

نہ مَیں دل دکھانے کی باتیں کروں گا   نہ ہرگز رُلانے کی باتیں کروں گا
مَیں بلکہ ہنسانے کی باتیں کروں گا   دلوں کو ملانے کی باتیں کروں گا

کھانے کی جب باری آئی — تو چڑیا نے داند مچائی
بولی چونچ ذرا دھو آؤ — کھچڑی کو تہذیب سے کھاؤ
کوّا چونچ کو دھونے نکلا — اور پاکیزہ ہونے نکلا
بس چڑیا نے کھچڑی کھالی — ہنڈیا ساری کردی خالی
پھر ہنڈیا سب راکھ سے بھردی — ڈوئی میں بھی کُلّی کردی
پھر کونے میں چھُپ گئی جاکر — کوّے نے جب دیکھا آکر
دیکھی ہنڈیا ڈوئی تھالی — یہ بھی خالی وہ بھی خالی
اب اُس نے چڑیا کو ڈھونڈا — پکڑا اور چونچوں سے مارا

چڑیا چیخی اور چلّائی
رام دُہائی رام دُہائی

کوّا بولا چڑیا مائی — کیوں بیگانی کھچڑی کھائی؟

اک تیرے آنے سے پہلے

(اُستاد کے باہر جانے پر لڑکوں کی حالت)

ماسٹر جی گئے ذرا باہر — اب نظر کیا رہے کتابوں پر!
دل ہی دل میں ہیں سارے لڑکے شاد — گویا قیدی تھے۔ اب ہوئے آزاد
اب کتابیں کہاں سبق کس کا — پڑھنا وڑھنا خیال سے کھسکا
ایک ہنستا ہے ایک گاتا ہے — اور اک چُٹکیاں بجاتا ہے
ایک بیٹھے بیٹھے ہی سوتا ہے — اور اک جھُوٹ مُوٹ روتا ہے
مشورے کر رہے ہیں دو باہم — "آؤ چُپکے سے اُٹھ کے چل دیں ہم
ایک گوشے میں گولیاں کھیلیں — یا گراؤنڈ چل کے ڈنڑ پیلیں"
کاپی اک جلد جلد بھرتا ہے — دوسرا اس سے نقل کرتا ہے
گھر سے لائے نہیں ہیں کر کے سوال — ماسٹر جی سے اب کریں گے چال
اک نے باندھا ہے گال پر رومال — "تاکہ پوچھیں نہ اس سے کوئی سوال
ڈاڑھ کے درد کا بہانا ہے — چھُٹّی لینی ہے گھر کو جانا ہے"
ساتھ باتیں بھی ہوتی جاتی ہیں — شوخ گھاتیں بھی ہوتی جاتی ہیں

چلو بیر کھائیں

چلو آج چھٹی منانے چلیں — کہیں باغ میں بیر کھانے چلیں
کہیں ہے کوئی پیڑ کوئی کہیں — بہت سے ہیں لیکن اکٹھے نہیں
عجب گوندنی سے لٹکتے ہیں بیر — ہیں ایک ایک ڈالی ہیں دس بیس بیر
کوئی سبز۔ پیلا کوئی۔ کوئی لال — جھکی بوجھ سے ان کے ایک ایک ڈال
لدی خوب بیروں سے ہیں بیریاں — وہ رکھوالے کرتے ہیں چک پھیریاں
پرندوں کی کرتے ہیں یہ روک تھام — غلیل اور غلّے سے لیتے ہیں کام
لبوں پر ہے غل ہاتھ میں ہے غلیل — مگر پھر بھی طوطوں کی ہے ریل پیل
اِدھر سے اُڑائے اُدھر چل دئے — ہٹے اِس سے اُس پیڑ پر چل دئے
پرندوں میں طوطوں کو بھاتے ہیں بیر — بڑے ہی مزے سے یہ کھاتے ہیں بیر
ہیں طوطوں سے رکھوالے ڈرتے بہت — اسی سے ہیں رکھوالی کرتے بہت
یہ کھاتے بھی ہیں اور گراتے بھی ہیں — اسی باعث ان کو ہنکاتے بھی ہیں
ہنکائیں نہ ان کو تو پھر کیا کریں — یہ کھایا کریں اور وہ دیکھا کریں؟
درختوں پہ ہیں ٹین باندھے ہوئے — ہلاتے ہیں رسّی سے ان کو کھڑے

خدا دیکھتا ہے

سبھی کچھ خدا کا بنایا ہوا ہے — یہ گُلشن اُسی کا لگایا ہوا ہے
یہ خُوش رنگ پھُول اور پھل پیارے پیارے — یہ دن اور سورج۔ یہ رات اور تارے
یہ آگ اور مٹّی۔ ہوَا اور پانی — سبھی کچھ خدا ہی کی ہے مہربانی
کوئی چیز اندر رکھی ہے کہ باہر — سمندر کی تہ میں ہے یا ہے زمیں پر
ہر اک شے پہ میرے خدا کی نظر ہے — وہ سب جانتا ہے اُسے سب خبر ہے
مرے دل کی باتوں کو وہ جانتا ہے — ارادوں کو بھی خُوب پہچانتا ہے
اُجالا ہو یا چھا رہا ہو اندھیرا — ہے اس کی نظر میں ہر اک کام میرا
نگہبان انسان۔ حیوان کا ہے — وہ جاں دار بے جان سب کا خدا ہے
وہ سب کچھ بُرا اور بھلا دیکھتا ہے — خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے

جُوں ہی ٹین کھڑکا یہ جھٹ اُڑ گئے ۔۔۔ جدھر مُنہ اُٹھا بس اُدھر مُڑ گئے
اِدھر سے ہٹے تو اُدھر آ گئے ۔۔۔ پرندوں سے رکھوالے گھبرا گئے
پھر آتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں گُل ۔۔۔ ہہا ہا ہہا ہا ! کا مچتا ہے غل
ادھر پکّے پکّے اُتارے ہیں بیر ۔۔۔ بہت ہی بڑا اک لگایا ہے ڈھیر
چلو مول لیں بیر اور خوب کھائیں ۔۔۔ جو کھانے سے بچ جائیں گھر لے کے جائیں
مناسب تو یہ ہے زیادہ نہ کھائیں ۔۔۔ کہ ایسا نہ ہو بیر کھانسی لگائیں

بی مانو سمجھ گئیں

اچھّا اب پنجوں کو سمیٹ
یہ ہے پنسل اور سلیٹ
جو کچھ لکھوں دیکھتی جا
مَیں نے کیا لکھّا ہے؟ بتا!
ایک دو تین ہوئے چھ بس
چار ملا کر بن گئے دس
دس اور دس ہوتے ہیں بیس
بیس اور بیس ہوئے چالیس
بیس ہوں اَور تو بن گئے ساٹھ
اب ان میں سے نکالے آٹھ
اچھّا مانو! تُو بتلا!
رہتا ہے اب باقی کیا؟
گُونگی کیوں ہے منہ تو کھول
سر سے کھیل زباں سے بول
اتنی بھی نہیں تجھ کو سُوجھ
بُوجھ آسان سی بات ہے بُوجھ
میاؤں میاؤں کرتی ہے
پڑھنے سے کیوں ڈرتی ہے؟
اچھّا مَیں بتلاتی ہوں
بات تجھے سمجھاتی ہوں
دودھ بھرے کُوزے ہیں ساٹھ
خالی تو نے کر دئے آٹھ

باقی باون ہیں کہ نہیں
کیوں بی مانو اب سمجھیں؟

گوالا لڑکا

وہ آتا ہے گوالا لڑکا
گایوں کا رکھوالا لڑکا

رنگت کالی کالی اس کی
صورت بھولی بھالی اس کی

باندھ رکھی ہے ایک لنگوٹی
معمولی سی۔ بالکل چھوٹی

شانوں پر اک کملی ڈالے
اک لکڑی ہاتھوں میں سنبھالے

سر پر پھینٹا سا بے ڈھنگا
باقی سارا پنڈا ننگا

بالکل سیدھا سادا ہے یہ
جنگل کا شہزادہ ہے یہ

اُٹھتا ہے یہ صبح سویرے
کرتا ہے گاؤں کے پھیرے

گھر گھر سے لیتا ہے گائیں
گابھن اور بچھڑوں کی مائیں

گلّہ کر کے اکٹھا سارا
بھرتا ہے اک خاص ہنکارا

گائیں اس کو جانتی ہیں سب
اس کی صدا پہچانتی ہیں سب

اس کا اک ہنکارا سُن کے
چل دیتی ہیں آگے آگے

نُور کا تڑکا وقت سُہانا
رستے میں پھر اس کا گانا

اسی طرح یہ ڈنگر سارے
لے جاتا ہے ندی کنارے

چڑیاں جب لیتی ہیں بسیرا
شام کا ہو جاتا ہے اندھیرا
آتا ہے یہ گاؤں کے اندر
ایک انوکھا دُولھا بن کر

گھاس وہاں چرتی ہیں گائیں
پھرتی ہیں کھاتی ہیں ہوائیں

ناچتا ہے اور گاتا ہے یہ
بانسری خوب بجاتا ہے یہ

چڑھ جاتا ہے پیڑ کے اُوپر
دیکھتا ہے ندی کا منظر

جب گرمی کچھ بڑھ جاتی ہے
دُھوپ زیادہ چڑھ جاتی ہے

گایوں کو کرتا ہے اِکٹھا
سائے میں ہے ان کو بٹھاتا

کملی بچھا کر پیڑ کے نیچے
بیٹھتا ہے یہ روٹی کھانے

رُوکھی سُوکھی کھا لیتا ہے
بُھوک کی آگ بُجھا لیتا ہے

ندی سے پھر پانی پی کر
لیٹتا ہے کملی کے اُوپر

نیند اسے جھٹ آ جاتی ہے
لوری دے کے سُلا جاتی ہے

نُور کا دن جب ڈھل جاتا ہے
پیڑ کا سایہ ٹل جاتا ہے

اُٹھتا ہے انگڑائی لے کر
اور اِک آدھ جمائی لے کر

کھودتا ہے یہ گھاس بہت سی
رکھ لیتا ہے کر کے اکٹھی

گائیں سب جب چر چُکتی ہیں
پیٹ کا دوزخ بھر چُکتی ہیں

ندی میں یہ نہاتا ہے پھر
گائیں آ کے ہنکاتا ہے پھر

مُنہ سے بجاتا ہے اک سیٹی
آ جاتی ہیں گائیں ساری

گھاس کا گٹھڑ سر پر لے کر
اپنا استر بستر لے کر

گاؤں کو چل دیتا ہے پھر
راہ میں تانیں لیتا ہے پھر

شاید پانی پا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

اُٹھ کر صبح سویرے تڑکے مکتب کو جاتے ہیں لڑکے
دُھوپ میں لیکن آتے ہیں گھر گیارہ بج کر تیس منٹ پر
ننھّا چہرہ پیارا پیارا ہو جاتا ہے لال انگارا
دیکھ کے ماں گھبرا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

اب تو یہ ہی جی میں ہے آتا مکتب جائیں لے کر چھاتا
ابّا مجھ کو چھاتا لادو اندر کپڑا سبز لگا دو
قطروں اور ذرّوں کی دمک سے دُھوپ سے اور سُورج کی چمک سے
آنکھ میری چُندھیا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

جیٹھ کا جب آتا ہے مہینہ تو چھُٹتا ہے خوب پسینا
اور اساڑھ جب آجاتا ہے آگ کو بھی شرما جاتا ہے
اس کے بعد جو ساون آیا اُٹھّا ابر زمیں پر چھایا
بدلی مینہ برسا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

گرمی کی رُت آگئی

دُور ہوئی موسم کی نرمی   دُھوپ میں آئی گرما گرمی
چاروں سمت لگی لُو چلنے   لگی زمیں گرمی سے جلنے
چھاؤں میں اب آرام ہے ملتا   پانی پر ہر ایک ہے پلتا
سب کو ٹھنڈک بھا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

اب سُورج آیا ہے سر پر   لوگ گھُسے کمروں کے اندر
بُوڑھے بستر پر جا لیٹے   کام کریں اب اُن کے بیٹے
کچھ بیٹھے ہی اُونگھ رہے ہیں   کچھ خوشبوئیں سُونگھ رہے ہیں
خوشبو دل کو بھا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

بیٹھے ہیں اب پنچھی اکثر   شاخوں اور پتّوں میں چھُپ کر
چونچیں کھولے ہانپ رہے ہیں   دھوپ کے مارے ہانپ رہے ہیں
کھیت میں چرتی تھی اک گائے   اب بھاگی ہے دُم کو اُٹھائے

بے بس ان سب کو مگر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اک جانب پانی کا جوہڑ تھا جس کے کناروں پر کیچڑ
سب جانور اس میں ننھے آبی بگلے۔ بطخ اور مرغابی

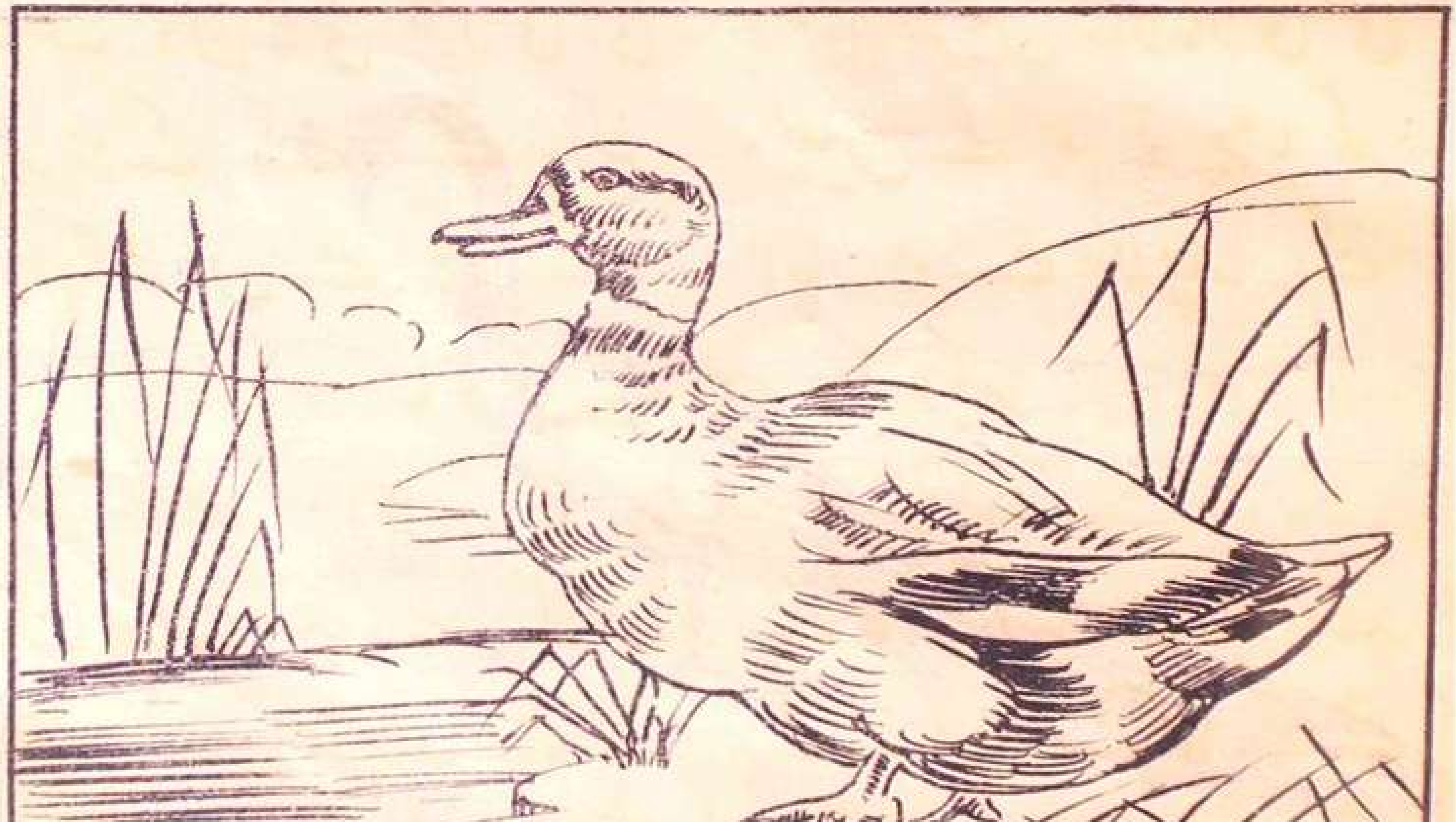

لم ڈھیک کناروں پر تھے کھڑے پانی میں جو اصل قد کے بڑے
دل سب کا مچھلی پر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اک ہنسوں کا جوڑا دیکھا جو ہر سُو تیرتا پھرتا تھا

چڑیا گھر کی سیر

اک دن چھُٹی اتوار کی تھی — دُھن سیر میں شالامار کی تھی
پر لڑکے کہتے تھے اکثر — دیکھیں گے ہم تو چڑیا گھر
ہم آخر اُن سے ہار گئے — لاچار ہوئے۔ لاچار گئے
ساتھ ان کے چلے۔ جاکر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اک بھاری پنجرے کے اندر — تھے کالے مُنہ والے بندر
سیخوں سے ہاتھ بڑھاتے تھے — لے لے کر دانے کھاتے تھے
پھر سیخ میں دُم کو لپیٹتے تھے — اور اُلٹے سیدھے لیٹتے تھے
بن مانس طاقت ور دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اک جانب بکروں کا بنگلا — اک جانب ہرنوں کا جنگلا
کچھ لمبے سینگوں والے تھے — لیکن سب بھولے بھالے تھے
سبزے پہ کُلیلیں کرتے تھے — کچھ پھرتے تھے۔ کچھ چرتے تھے

لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اور رنگ برنگ کے توتے تھے　　کچھ جاگتے تھے کچھ سوتے تھے

اک توتا ننھا چھٹا سارا　　اک لال بہت پیارا پیارا

اک پیلا - ایک ہرا توتا　　اک سارے رنگ بھرا توتا

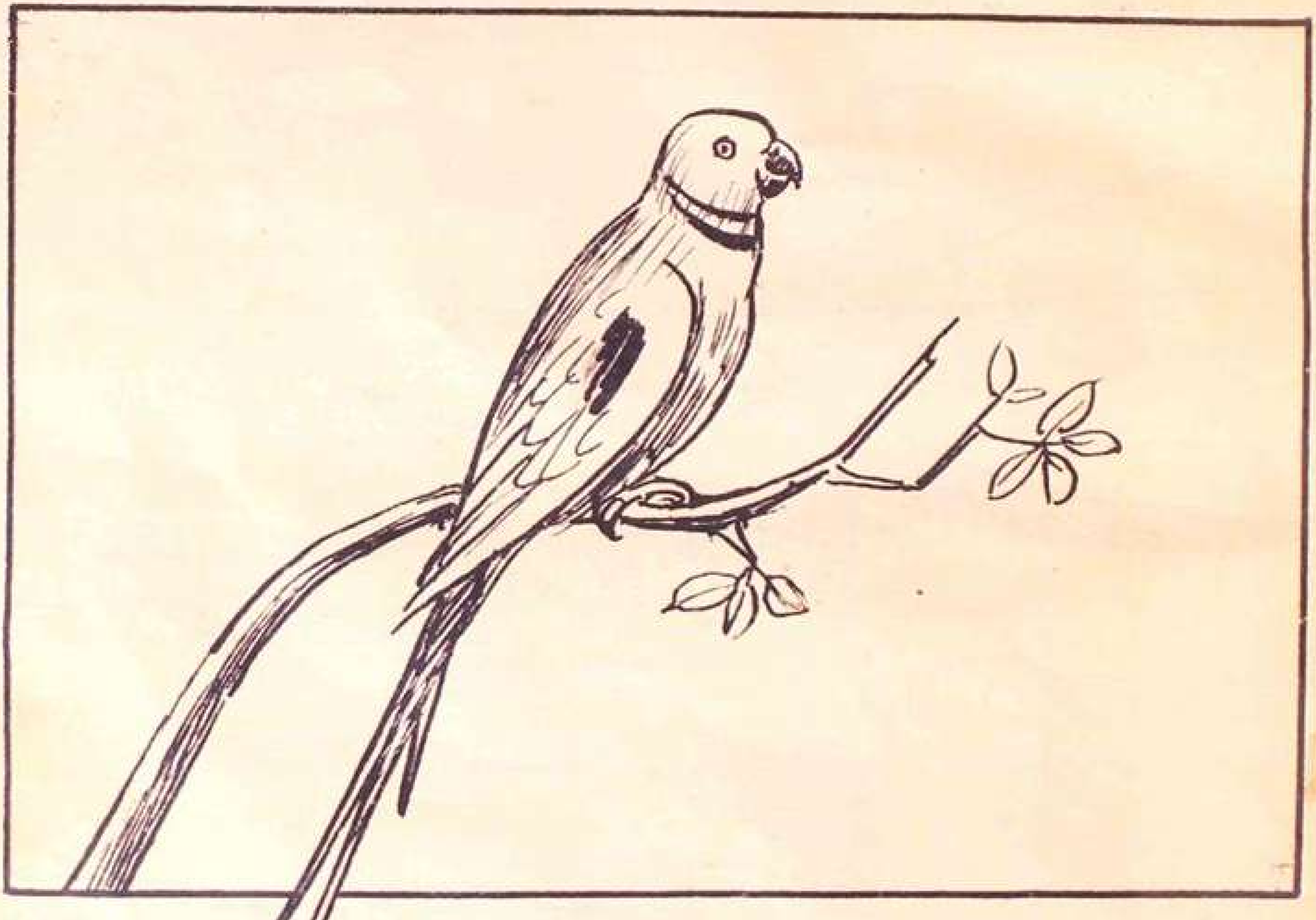

ان سب کو جھولوں پر دیکھا

لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اور جالی دار مکانوں میں　　ننھے مور بھی اپنی شانوں میں

دو مور سفید بہت پیارے　　ننھے رنگ برنگ بہت سارے

بے مُلک تھا گویا راج اُن کا تھا شاہوں کا سا مزاج اُن کا
اک راجہ تھا اک رانی تھی صورت ان کی لاثانی تھی
اک مادہ تھی اک نر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

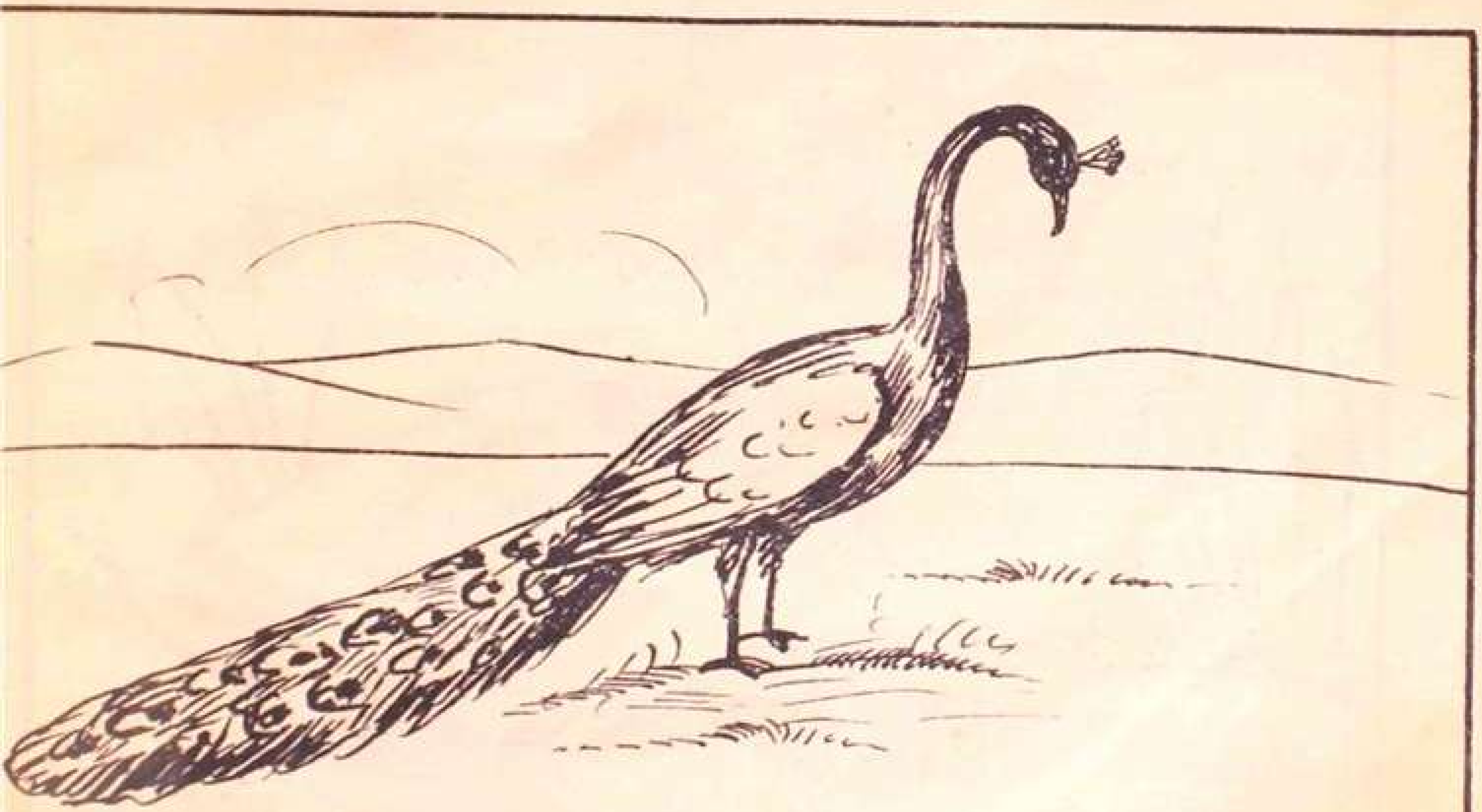

گرد اُس کے تار کا جنگلا تھا اک جالی والا بنگلا تھا
کچھ یاد نہیں ان کی قسمیں ہر طرح کے پنچھی تھے اس میں
کچھ باہر بھی کچھ بھیتر بھی ڈربوں میں بٹیر اور تیتر بھی
سب خُوش تھے ہم نے جدھر دیکھا

اک سمت کبوتر خانہ تھا — اک جانب مرغوں کا ڈربا
یہ کرتے تھے غٹکوں غٹکوں — وہ کرتے تھے سب ککڑوں کوں
لقوں کی گردن تھی دُم پر — کرتے تھے غٹرغوں یہ بھی مگر
مُرغی کو انڈوں پر دیکھا

لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

کچھ چڑیاں ننھی مُنّی تھیں — جالی میں پھدکتی پھرتی تھیں
تھے رنگ برنگے پَر اُن کے — تنکوں سے بنے تھے گھر اُن کے
کھا کھا کر پوٹے بھرتی تھیں — اور چوں چوں چوں چوں کرتی تھیں

جب ناچنے پر آجاتے تھے   گلشن کی بہار دکھاتے تھے
یہ ناچ بھی گھنٹہ بھر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اک اُود بلاؤ نظر آیا   تالاب سے جھٹ باہر آیا

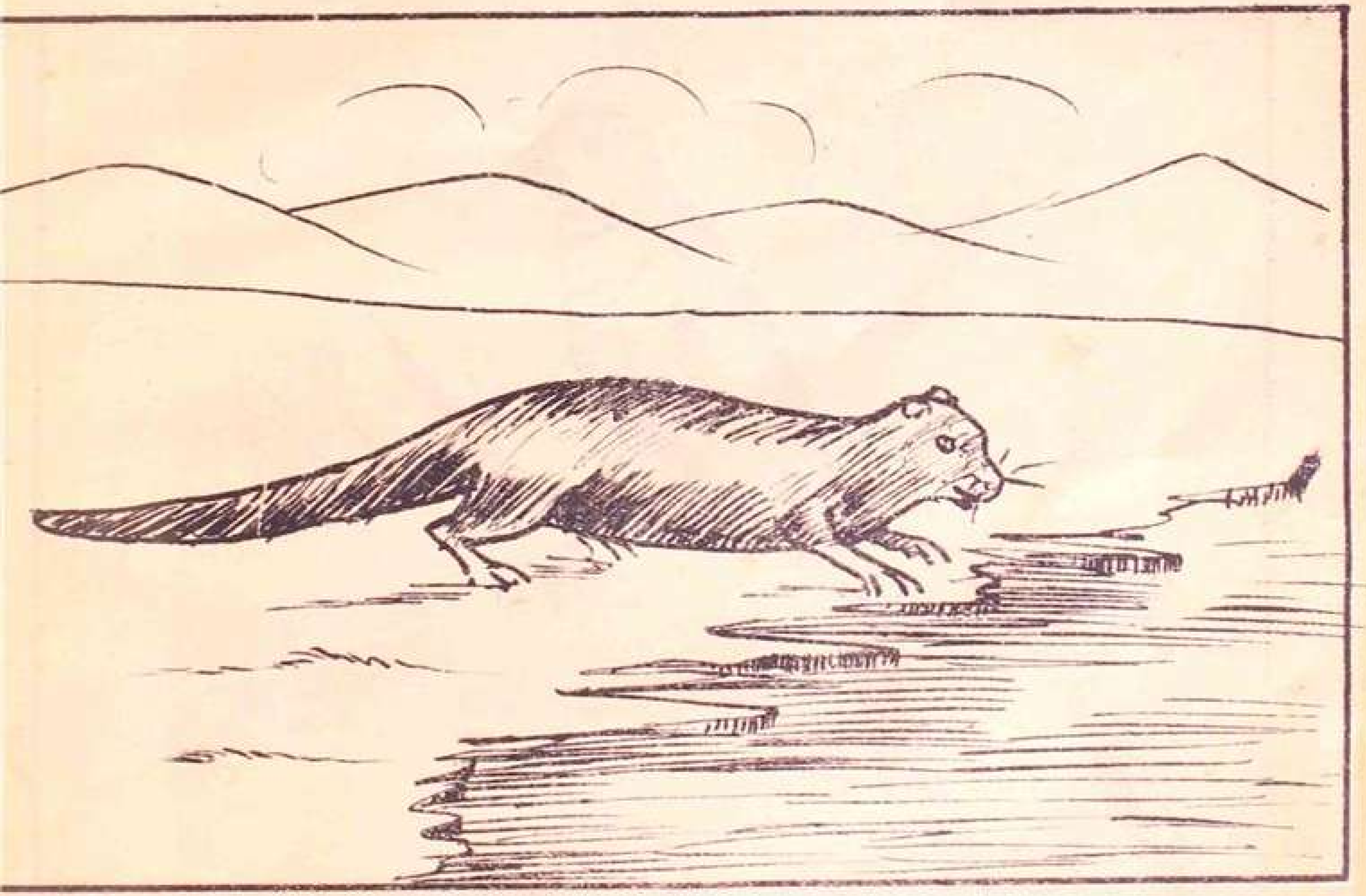

رنگ اُس کا تھا گہرا خاکی   کرتا تھا بہت وہ چالاکی
پانی کے اندر جاتا تھا   پھر سیڑھی پر جھٹ آتا تھا
اس کو لوگوں سے نڈر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

سب ریچھ بہت ہی موٹے تھے   دو بچے چھوٹے چھوٹے تھے
سیخوں پر اُلٹے چڑھتے تھے   ہٹ ہٹ کر آگے بڑھتے تھے
پیر اُوپر۔ نیچے سر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

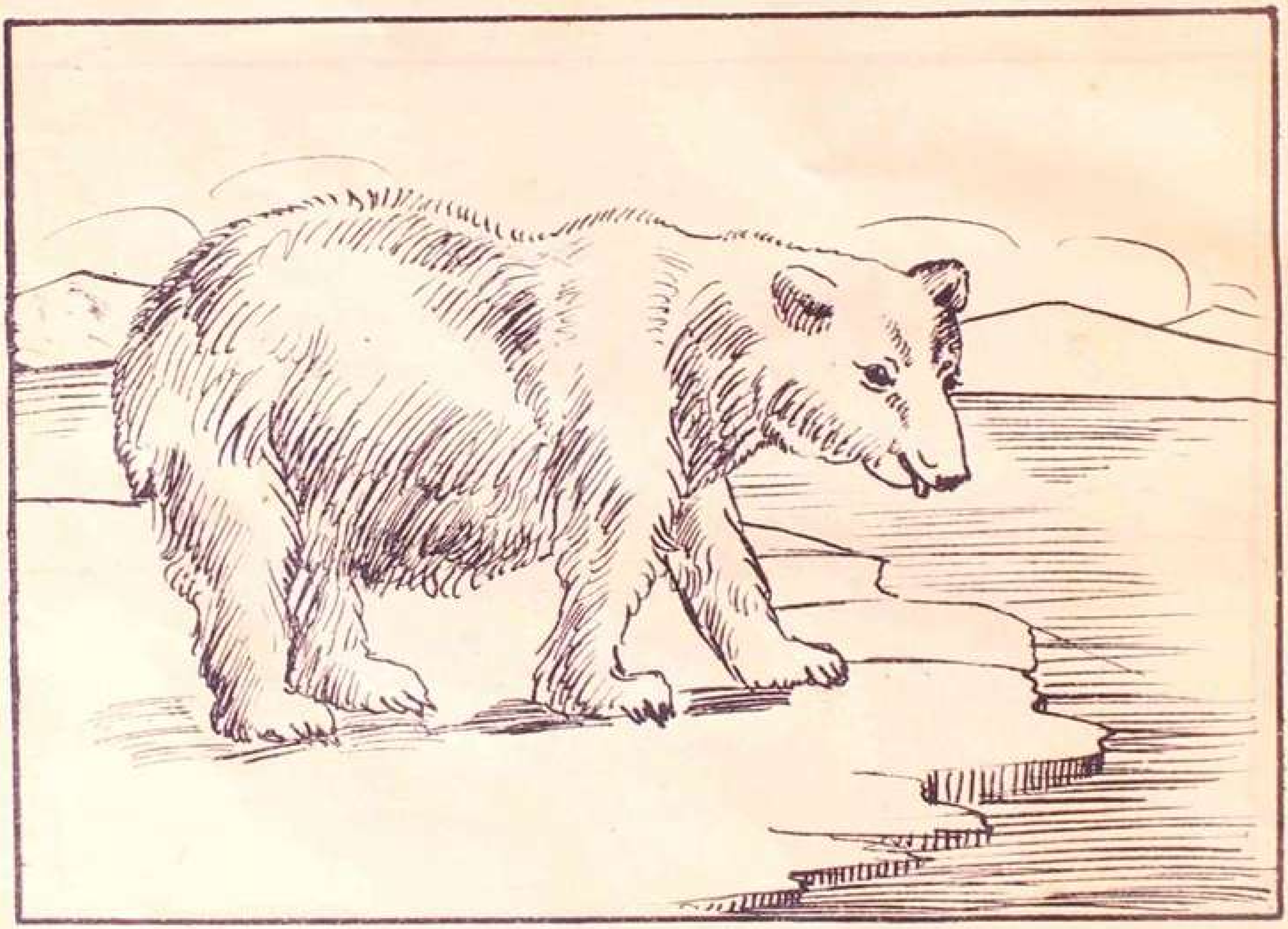

شیروں کے بندی خانے پر   جا کر جو پڑی لڑکوں کی نظر
سب اس کے دیکھنے کو بھاگے   ہم جا پہنچے سب سے آگے
اس کے چوگرد کٹہرا تھا   کچھ روک تھی اور نہ پہرا تھا
پر آگے بڑھتے ڈر دیکھا

اک سمت بئے کا گھر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا
دیکھے کچھ اَور پرندے بھی   دیکھے خونخوار درندے بھی
اِک بھیڑیا اور اِک لگڑ بگڑ   اک لومڑی دیکھی اور اک گیدڑ

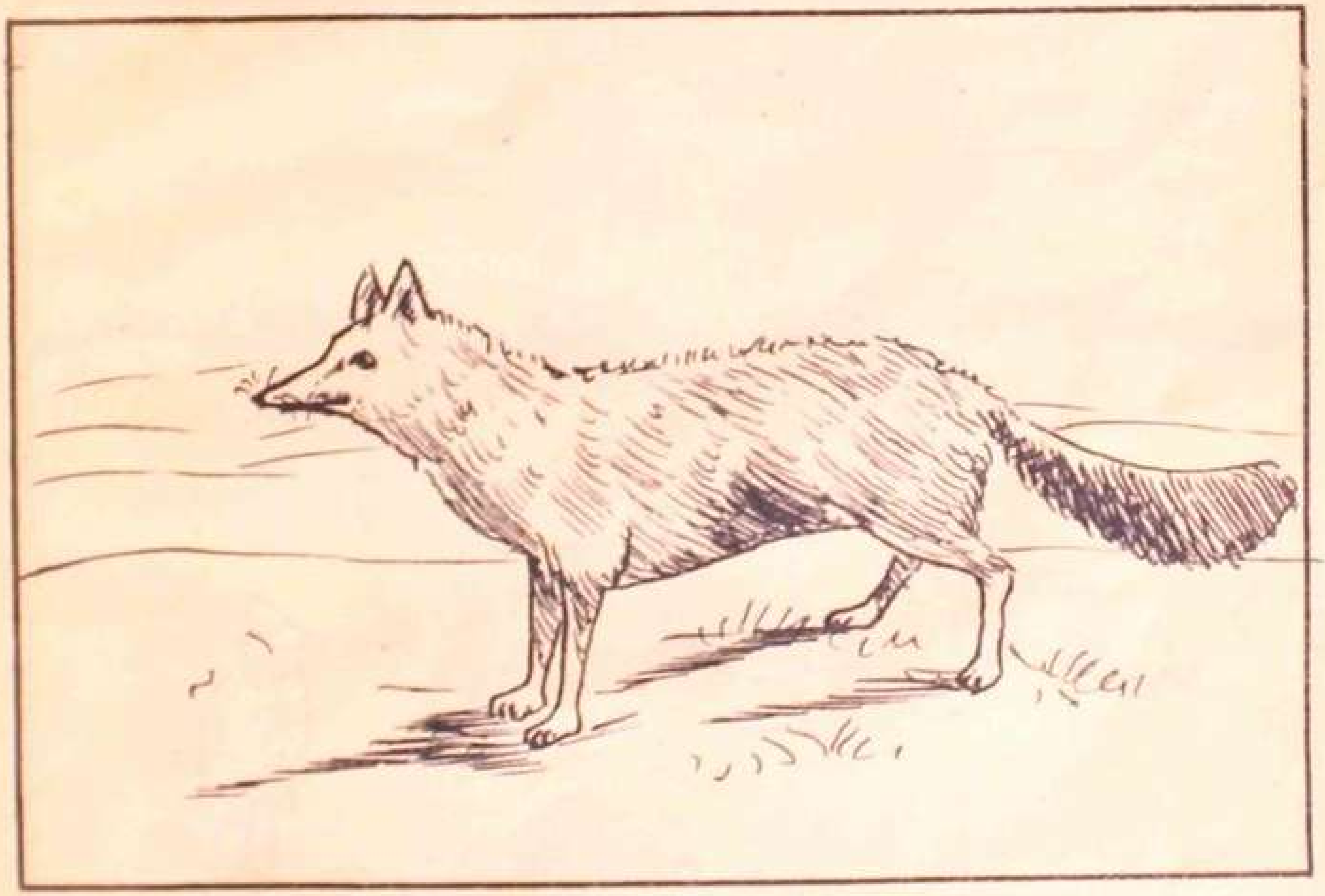

وہ بارہ سنگے آئے نظر   شاخیں تھیں جن کے سینگوں پر
اور ایک نرالا خر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا
کچھ خانے ریچھوں والے تھے   ریچھ اُن میں کالے کالے تھے

یہ شیر ببر توبہ توبہ اس سے بھی مگر توبہ توبہ
انسان کو زور آور دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

اِک خانے میں دو چیتے تھے — دونوں کچھ کھاتے پیتے تھے
اِک جانب شیر کے بچّے تھے — لیکن یہ عُمر کے کچّے تھے
اِک جانب شیرنی لیٹی تھی — جنگل کے شاہ کی بیٹی تھی

اِک جانب شیر ببر دیکھا
لاہور کا چڑیا گھر دیکھا

یہ شیر ببر تھا شیر ببر — بالوں کی ایال تھی گردن پر
مُنہ کھول کے آنکھیں میچتا تھا — غصّے میں پپوڑے بھینچتا تھا

پھر شکل اس کی دیکھنا ہوتی ہے کیسی دیکھنا

وہ بے قراری مچھلیو

اے پیاری پیاری مچھلیو

اب وہ بہت جھلّائے گا چیخے گا اور چلّائے گا

پھر کیچوے پر کیچوا کانٹے میں بھرتا جائے گا

تم بھی اُسی ترکیب سے کھاتی ہی جانا کیچوے

آخر شکاری ہار کر اُٹھّے گا دل کو مار کر

حیلہ گری رہ جائے گی ساری دھری رہ جائے گی

تھیلی پٹاری مچھلیو

اے پیاری پیاری مچھلیو

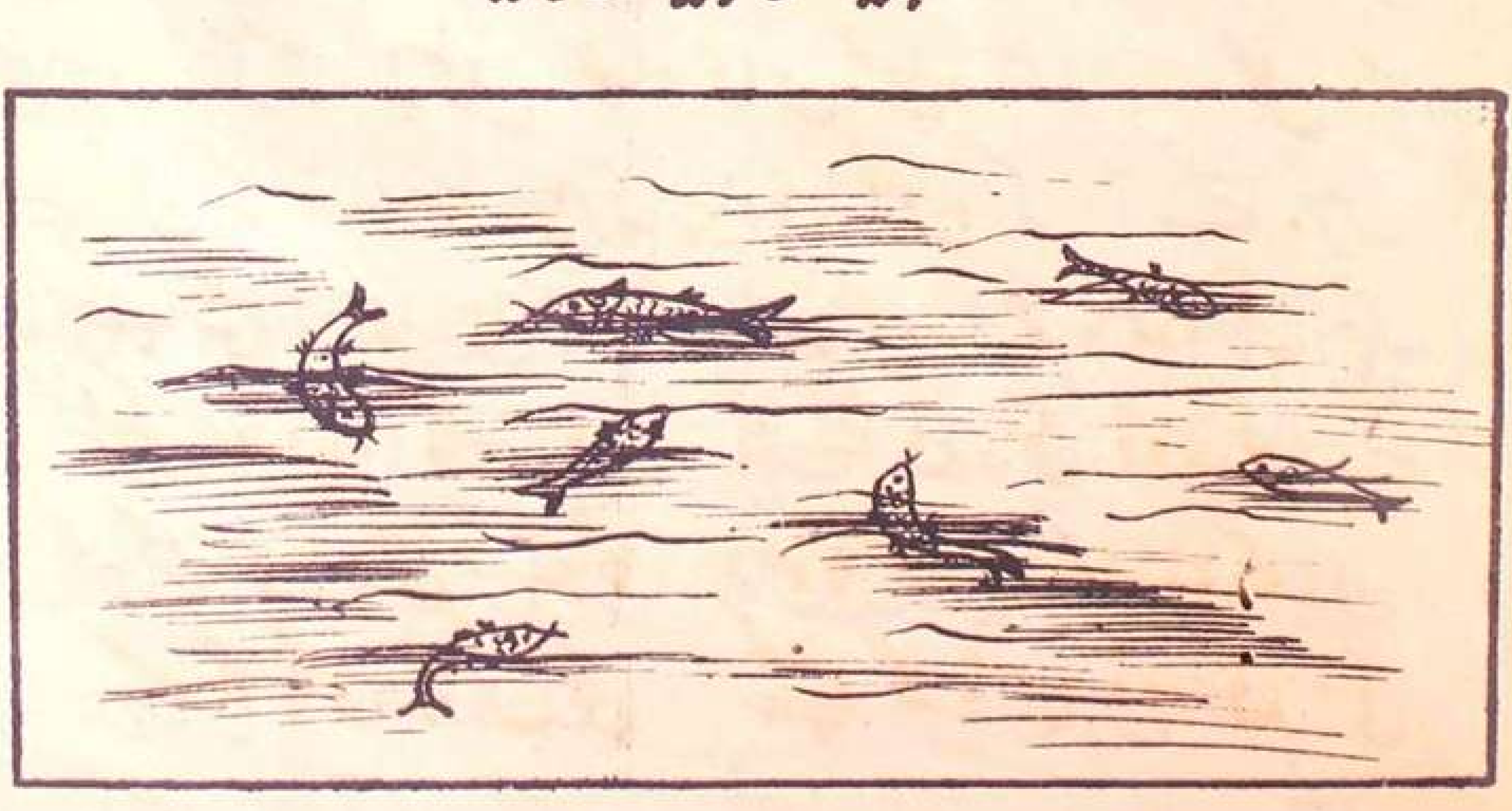

دل کو نہ اپنے توڑنا وہ کیچوا مت چھوڑنا
کانٹے سے بچنے کے لئے بس ہوشیاری چاہیے
بس ہوشیاری مچھلیو
اے پیاری پیاری مچھلیو

پانی کے اندر کیچوا ہے واہ کیا اچھی غذا
بس دھیان میں رکھو اسے ہر سمت سے چکھو اسے
آنا نہ ہرگز شان میں کانٹے کو رکھنا دھیان میں
اِک بار کی مُنہ کھول کر ہے کیچوا کھانے میں ڈر
اِس سمت سے اُس سمت سے کھاتی رہو لے لے مزے
اپنی نہاری مچھلیو
اے پیاری پیاری مچھلیو

جب کیچوا کھا جاؤ تم بس لوٹ کر آجاؤ تم
لیکن ذرا سا چھیڑ دو کانٹے کی پتلی ڈور کو
سرکنڈا جب کھنچ آئے گا دھوکا شکاری کھائے گا
سمجھے گا مچھلی پھنس گئی کھینچے گا بنسی ڈور کی

کل کھیتوں پر جائیں گے — کاٹ کے ڈھیر لگائیں گے
بیلوں کو آرام ملا — درانتی کو کام ملا
گیہوں گھر میں لائیں گے — محنت کا پھل کھائیں گے
اب بنیوں کے گھیرے ہیں — گاؤں میں سب آ ٹھہرے ہیں
سودا کرتے پھرتے ہیں — دھرنا دھرتے پھرتے ہیں
قرضہ دینے آئے ہیں — وعدے لینے آئے ہیں
پہلے سستا لیتے ہیں — اور پھر مہنگا دیتے ہیں

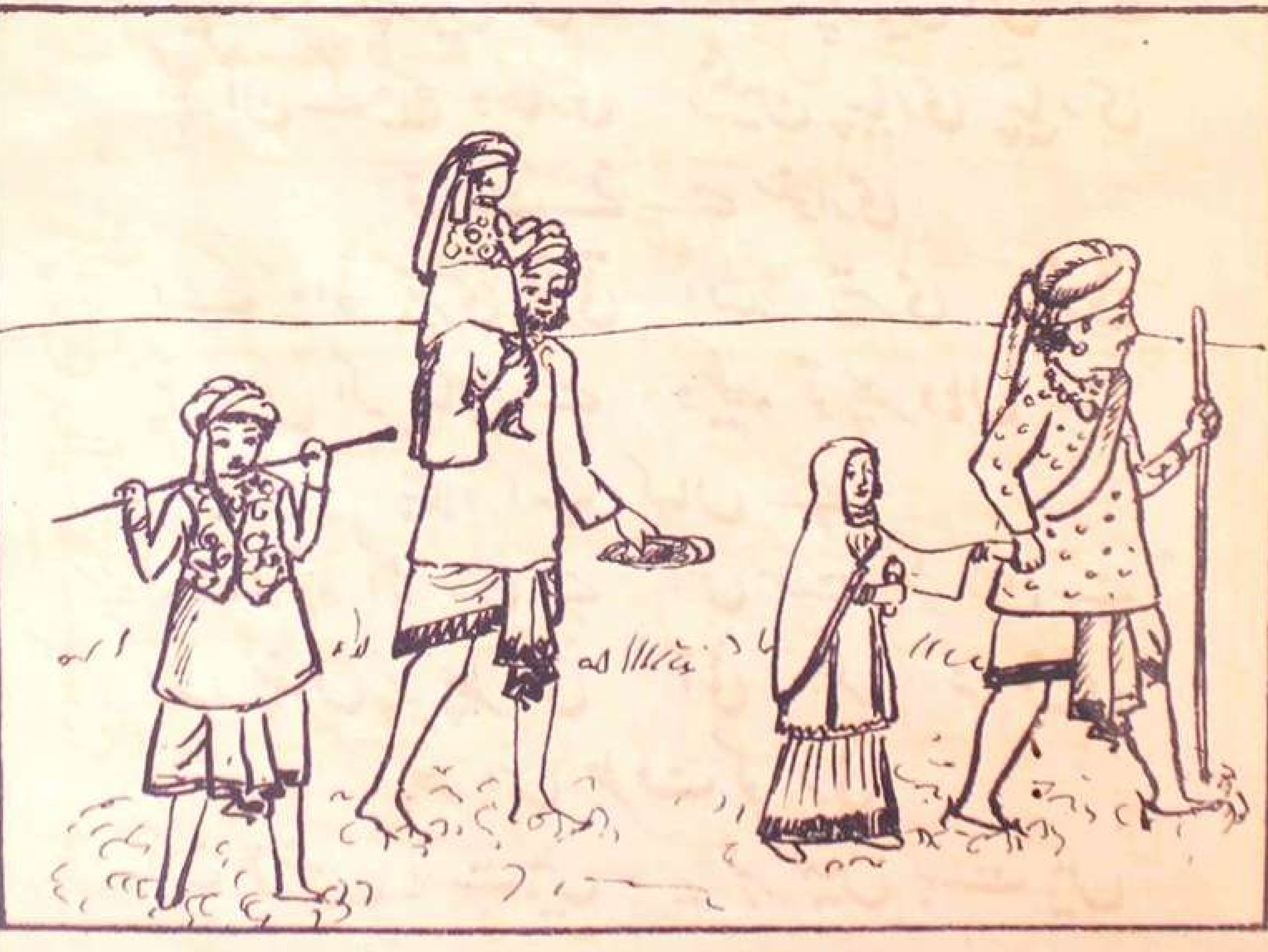

بیساکھی کا میلہ

ڈفلی ڈف ڈف کرتی ہے	میلے کا دم بھرتی ہے
دیکھو کیسا ریلا ہے	بیساکھی کا میلہ ہے
یہ میلہ ہے کسانوں کا	دیہاتی دہقانوں کا
اُف کس زور سے گاتے ہیں!	گویا بیل ہنکاتے ہیں
ساتھ الغوزے بجتے ہیں	گاتے ہیں اور گرجتے ہیں!
پھینٹے سر پر باندھتے ہیں	تہمد کَس کر باندھے ہیں
تن پر کُرتا ململ کا	اس پہ شلوکا مخمل کا
کیسے تن کر آئے ہیں	دولھا بَن کر آئے ہیں
ڈھول کا شور ہے میلوں تک	ڈھم ڈھم۔ ڈھم ڈھم۔ ڈھمک ڈھمک
کُشتی کا اکھاڑا ہے	ایک نے ایک پچھاڑا ہے
خوش خوش سب پھرتے ہیں کسان	جان میں اُن کے آئی جان
اب ان کی قسمت چمکی	سب خوشیاں ہیں موسم کی
آئی گرمی آخر کار	فصلیں پک کر ہیں تیّار

پَر اِن کے پیارے پیارے جن پر کھلے ہیں تارے
دیتے ہیں کیا نظارے

دیکھو تو ڈھنگ ان کے جانچو تو رنگ ان کے
بالکل سفید کوئی اک زرد۔ اک گلابی
اِک آتشی پیازی

جی نے کہا کہ دیکھیں اک تیتری کو پکڑیں
اک دوڑ بھی لگائی پھر تاک بھی جمائی
لیکن نہ ہاتھ آئی

ننھی سی جان اس کی یہ آن بان اس کی
یہ موہنی سی مُورت ہے کتنی خوب صورت
اللہ تیری قدرت

تیتری

دیکھو وہ تیتری ہے چھوٹی سی اِک پری ہے
ہر چیز سے نرالی ننھّی سی بھولی بھالی
باغوں میں رہنے والی

کیا صاف پر ہیں اس کے شفّاف پر ہیں اس کے
اور اُن کے بیچ دھاری رنگین پیاری پیاری
قدرت نے ہے سنواری

اے واہ تیری پھُرتی اللہ تیری پھُرتی
پل میں اگر یہاں ہے دیکھو تو پھر وہاں ہے
بتلاؤ اب کہاں ہے؟

اے لو وہ اُڑ رہی ہے اس سمت مُڑ رہی ہے
اس پھُول پر پھر آئی آئی مگر نہ بیٹھی
پھر اس طرف کو لوٹی

اک تو نہیں بہت ہیں یہ ہر کہیں بہت ہیں

صحت

زر داروں کی راحت صحت　　ناداروں کی دولت صحت
بیماروں کی حسرت صحت　　قوّت صحت۔ طاقت صحت

لالہ زار کی لالی اس سے　　سبزے کی ہریالی اس سے
میووں کی رکھوالی اس سے　　ہے مالی کی محنت صحت

پھولنا اس سے بڑھنا اس سے　　لکھنا اس سے پڑھنا اس سے
چوٹی پر جا چڑھنا اس سے　　عزّت صحت۔ شُہرت صحت

شاہی فوج کی شوکت کیا ہے؟　　دبدبہ کیا ہے؟ ہیبت کیا ہے؟
حوصلہ کیا ہے؟ ہمت کیا ہے؟　　حوصلہ صحت۔ ہمت صحت

لڑکو صحت ور بن جاؤ　　کم تر سے بہتر بن جاؤ

تصویروں سے لفظ بوجھو

راہ میں تھا سادھو کا جس کے آگے ایک

خوب نچاتا تھا دو

دوسری جانب سے اک 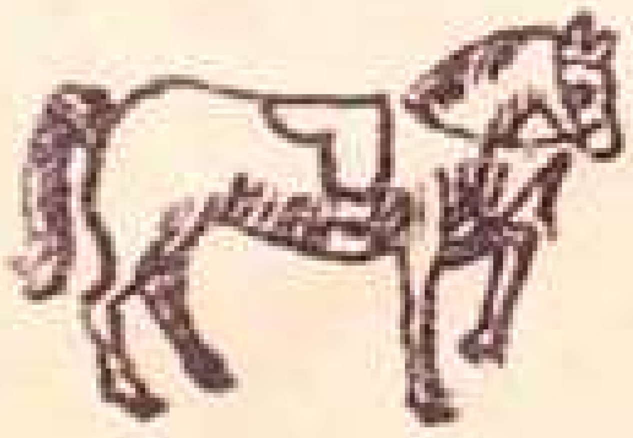 دوڑا آیا کھا کر

راہ میں تھی اک سوکھی جس پر جالا تن گئی 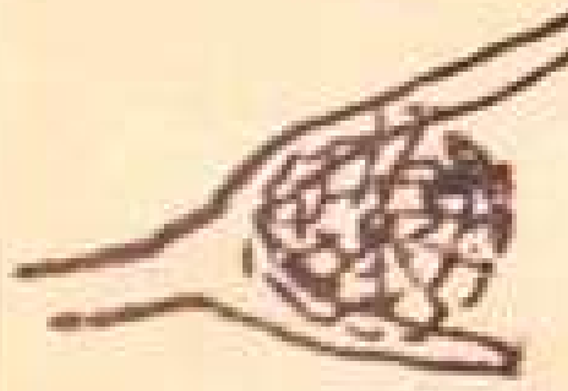

اس میں پھنسی گھوڑے کی ٹانگ 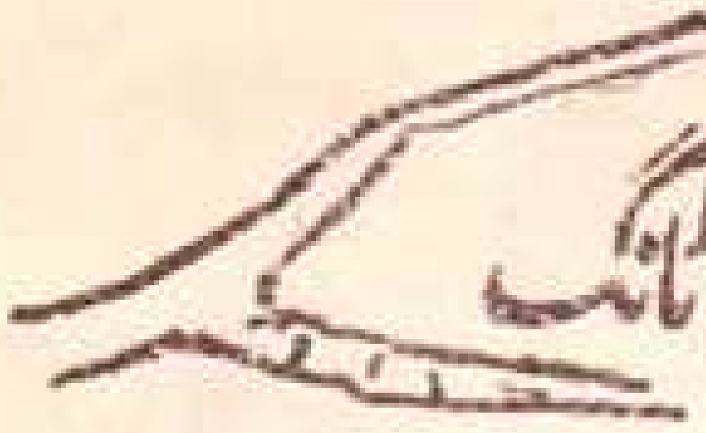 اس نے ماری ایک

اور بھاگے لیکن اُلجھے ان کے

نے سے نکل کر پھینکا گھوڑے پر اک

دوسری جانب بھاگا چھوٹ گیا اسوار کا منہ

یعنی بے معنی

کسی شہر میں ایک تھا بادشاہ
ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

ہُوا بادشاہ جب بہت ہی غریب
نہ آتا تھا کوئی بھی اس کے قریب

بہت سے فقیروں کو اس نے بُلا
امیروں وزیروں سے اپنے کہا

کہ آؤ چلیں آج کھیلیں شکار
قلم اور کاغذ کی دیکھیں بہار

مگر ہے سمندر کا میدان تنگ
کرے کس طرح کوئی مچھر سے جنگ؟

تو چڑیا یہ بولی کہ اے بادشاہ
کروں گی میں اپنے چڑے کا بیاہ

مگر مجھ کو گھر میں بلاؤں گی میں
سمندر میں ہرگز نہ جاؤں گی میں

سُنی بات چڑیا کی گھوڑے نے جب
تو بولا یہ کیا کر رہی ہے غضب!

میرے پاس دال اور آٹا نہیں
نہیں دال آٹا تو گھاٹا نہیں

یہ سُنتے ہی کُرسی سے بنیا اُٹھا
کیا وار اُٹھتے ہی تلوار کا

وہیں ایک مکھی کا پَر کٹ گیا
جُلاہے کا ہاتھی پرے ہٹ گیا

مچایا جو گیہوں کے انڈوں نے شور
لگا ناچنے سانپ کی دُم پہ مور

کھڑا تھا وہاں پاس ہی ایک شیر
بہت سارے ننھے اُس کی جھولی میں بیر

رُستم سے بڑھ کر بن جاؤ بس میری ہے نصیحت صحت

دیکھو صبح سویرے جاگو ہوش سنبھالو نیند کو تیاگو
دوڑو۔ اُچھلو۔ کودو۔ بھاگو دے گی سیر کی عادت صحت

ناشتہ کھاؤ سادہ سادہ کر لو پھر مکتب کا ارادہ
پڑھنے پر دل ہو آمادہ خوش رکھے جو طبیعت صحت

پڑھ کر جب مکتب سے آؤ کھا پی کر لیٹو سستاؤ
پھر مَل دَل کر خوب نہاؤ دے گی خوب بشاشت صحت

خوب پڑھو پھر وقت پہ کھیلو شور مچاؤ اور ڈنڑ پیلو
گولا پھینکو پتھر ریلو ان سے رکھتی ہے اُلفت صحت

جب تم ورزش سے تھک جاؤ سیدھے اپنے گھر کو آؤ
گھر میں بیٹھو کھانا کھاؤ دل کو دے گی فرحت صحت

دھنیا

فندک فندک فندک فک — دھنک دھنک دھن دھنک دھنک
تانت بجی اور نکلا راگ — رُوئی بنی صابن کا جھاگ
کیسی چھنتی جاتی ہے — بادل بنتی جاتی ہے
کتنا ڈھیر ہؤا اہّا! — میں اس ڈھیر پہ کُودوں گا
اس میں چوٹ نہ آئے گی — پر رُوئی دب جائے گی
اِتّی رُوئی اتنا ڈھیر — ہوگیا بارہ تیرہ سیر
کیسی نرم ہوئی یہ شے — رُوئی ہے یا ریشم ہے
لے اب رُوئی ہوگئی صاف — بھر لے تکئے اور لحاف
ان سے سب سُکھ پاتے ہیں — اوڑھتے اور بچھاتے ہیں
ملتا ہے سب کو آرام — واہ رے دُھنئے تیرا کام!
واہ ری دُھنکی دھنک دھنک — فندک فندک فک فک

کریلا بجانے لگا اُٹھ کے بین — لئے شیر سے بیر چُھپانے چھین

یہ دیکھا تو پھر بادشاہ نے کہا — اری پیاری چڑیا ادھر کو تو آ

وہ آئی تو مونچھوں سے پکڑا اُسے — ہوا کی کمندوں میں جکڑا اُسے

غرض بادشاہ لاؤ لشکر کے ساتھ — چلا سیر کو ایک جھینگر کے ساتھ

مگر راہ میں چیونٹیاں آگئیں — چنے جس قدر تھے وہ سب کھا گئیں

بڑے زور کی اب لڑائی ہوئی — لڑائی میں گھر کی صفائی ہوئی

اکیلا وہاں رہ گیا بادشاہ
ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

اس محنت سے آخر کار　　روٹی بھی کر لی تیّار
مُرغی کے پھر جی میں آیا　　کُتّے کو بھی اُس نے بُلایا
بلّی کو بھی اس نے بُلایا　　کوّے کو بھی اُس نے بُلایا
ہنس کر پھر تینوں سے پوچھا　　"کون یہ روٹی کھائے گا؟"

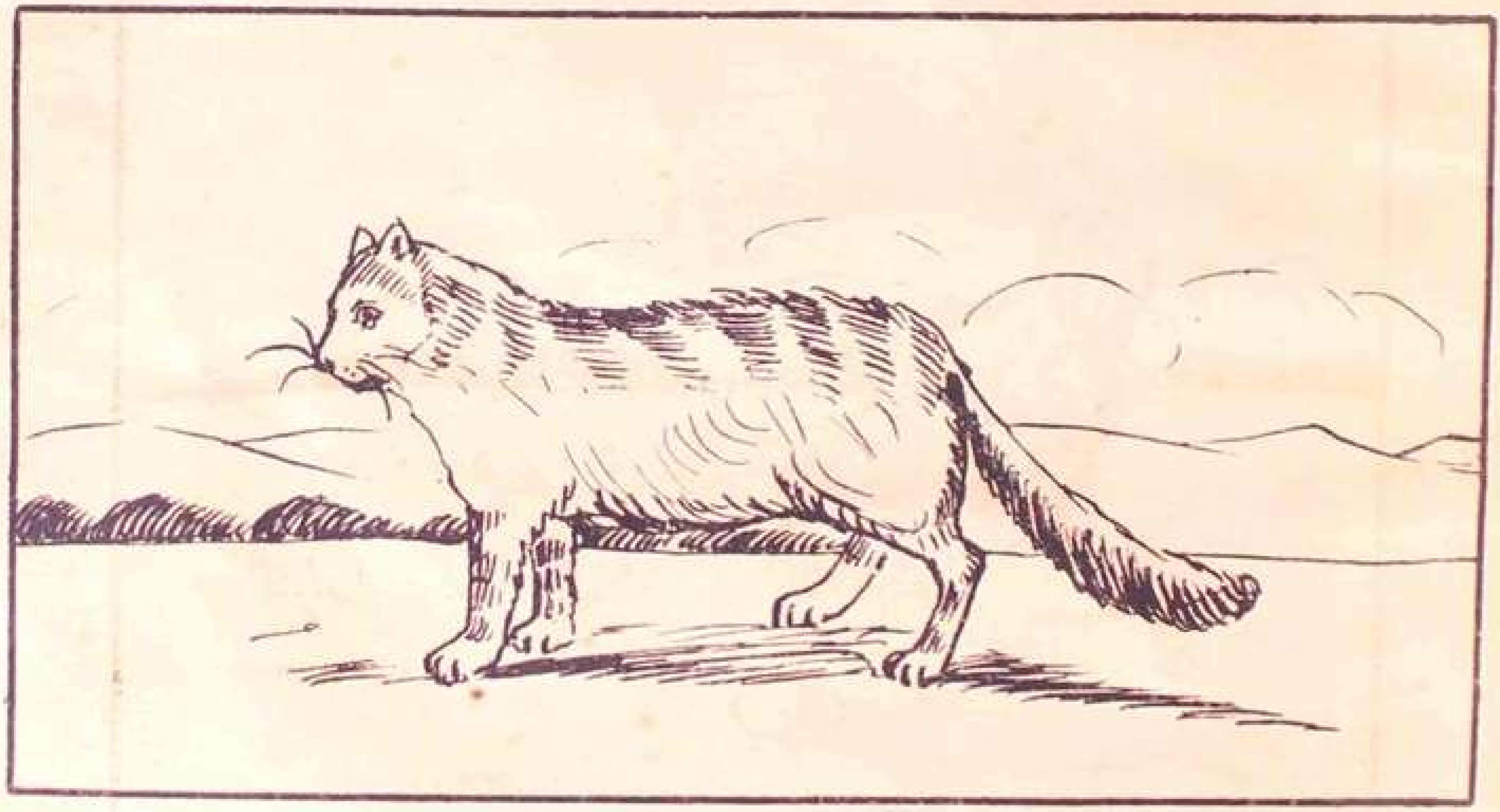

بلّی بولی۔ کُتّا بولا　　کوّے نے بھی یوں مُنہ کھولا
"روٹی ہم کھائیں گے ہم　　روٹی ہم کھائیں گے ہم!"
اب مُرغی کو غصّہ آیا　　اس نے سونٹا لے کے گھُمایا
بولی۔ "میں نے بویا کاٹا　　پیسا آپ ہی سارا آٹا

مُرغی اور دانہ

اک مُرغی نے دانہ پایا   کُتّے کو بھی اُس نے بُلایا
بلّی کو بھی اُس نے بُلایا   کوّے کو بھی اُس نے بُلایا
ان تینوں سے اس نے پوچھا   کَون یہ دانہ بوئے گا؟
بلّی بولی کُتّا بولا   کوّے نے بھی یُوں مُنہ کھولا
”ہم تو نہیں بوتے یہ دانہ   ہم تو نہیں بوتے یہ دانہ“
چُپکی ہو اور دانہ لے   آپ ہی بویا مُرغی نے
اِک دن آیا آخر کار   فصل ہوئی پک کر تیّار
مُرغی کے کچھ جی میں آیا   کُتّے کو بھی اس نے بُلایا
بلّی کو بھی اس نے بُلایا   کوّے کو بھی اس نے بُلایا
تینوں سے پھر اس نے پوچھا   کَون یہ کھیتی کاٹے گا؟
بلّی بولی ۔ کُتّا بولا   کوّے نے بھی یُوں مُنہ کھولا
”ہم تو نہیں یہ کاٹیں گے   ہم تو نہیں یہ کاٹیں گے“
مُرغی نے چُوزوں کے سمیت   آپ ہی کاٹا سارا کھیت

ہولی

ہولی لال گُلالی ہے   نیلی - پیلی کالی ہے
رنگ بھری پچکاری ہے   اک لڑکے پر ماری ہے
لڑکا سارا لال ہوا   بس ٹھن ٹھن گوپال ہوا
مُنہ پر اس کے رنگ ملو   ہاں بس ٹھیک ہے ۔ آؤ چلو
روکو گھوڑا گاڑی کو   لُوٹو اس پنواڑی کو
جانے دو ۔ بس جانے دو   اس کو شور مچانے دو
لڑکوں میں جو پھنستے ہیں   خوب ہی دل میں ہنستے ہیں
چُپکے بھی ہو رہتے ہیں   ڈر ڈر کر یہ کہتے ہیں

یہ لڑکوں کی ٹولی ہے
ہولی ہے بھئی ہولی ہے

ہولی پیسے والوں کی   شامت ہے کنگالوں کی
اِن میں رنگ اُچھلتا ہے   اُن پر کیچڑ چلتا ہے
یہ ہنسو کا تایا ہے   ہولی کھیلنے آیا ہے

پھر روٹی بھی میں نے پکائی   لیکن تم کو شرم نہ آئی
محنت سے کر کے انکار   اب کھانے کو ہو تیّار"
کُتّا بلّی کوّا بھاگے   گرتے پڑتے پیچھے آگے
اور یہ سب محنت کی کمائی   مُرغی اور چُوزوں نے کھائی

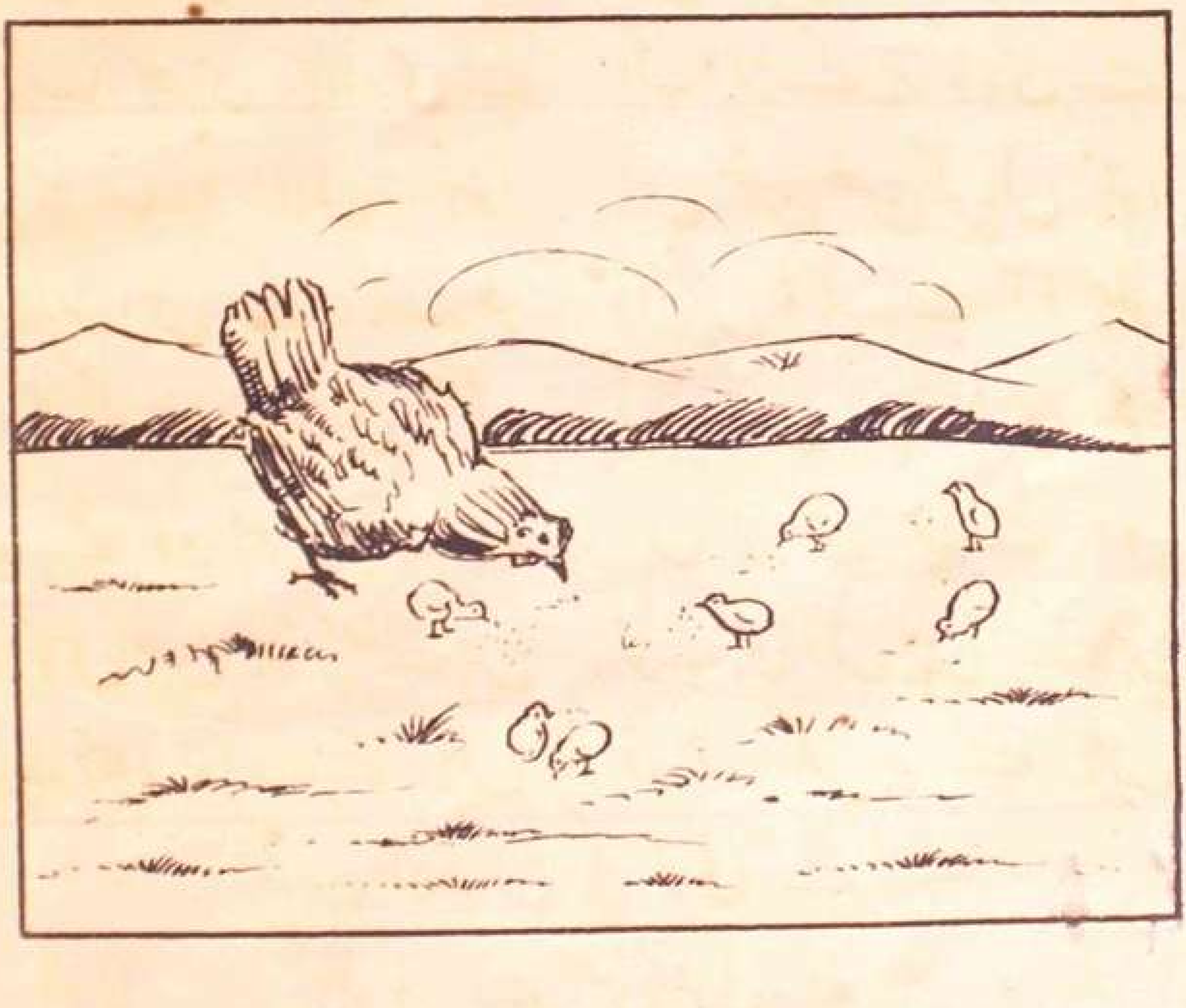

ککڑوں کوں اور چوں چڑ چوں

صبح ہوا جب نور کا تڑکا
سو کر اُٹھا - اچھا لڑکا

مُنہ دھو دھا کر ناشتہ کھایا
بستہ لے کے بغل میں دبایا

پھر اسکول کا رستہ پکڑا
راہ میں اس کو ملا اک مُرغا

مُرغا بولا - "آؤ - کھیلیں
شور مچائیں اور ڈنڑ پیلیں"

لڑکا بولا - "بھائی مُرغے
کھیلنے کا یہ وقت نہیں ہے

میں اب پڑھنے جاتا ہوں"
مُرغا بولا - کُکڑوں کُوں

یہ کہہ کر آگے کو بڑھا وہ
جلدی جلدی چلنے لگا وہ

پیڑ پہ چڑیاں بول رہی تھیں
اپنی چونچیں کھول رہی تھیں

لڑکا ان کے پاس سے گزرا
گزرا تو بولی اِک چڑیا

"اُہّا! بھیّا - کھیلیں آؤ
آج ذرا اسکول نہ جاؤ"

لڑکا بولا "اچھی چڑیا
کھیل سے ہے پڑھنا ہی اچھا

میں اب پڑھنے جاتا ہوں"
چڑیا بولی "چُوں چڑ چُوں"

وہ چرنا حلوائی ہے   وہ گوردِتّا نائی ہے
خوب سوانگ بناے ہیں   رنگ برنگ دکھاے ہیں
یہ دیہاتی پھرتے ہیں   شہر میں آکر گھرتے ہیں
دیہاتی ہے مَت ان کی   بَن جاتی ہے گت ان کی
یہ کیوں نا معقول بنا   ایف ڈبل او ایل۔ فُول بنا
انگریزوں کی بولی ہے
ہولی ہے بھئی ہولی ہے

موسم کا تیوہار ہے یہ   بے کاروں کی کار ہے یہ
ہولی ساہوکاروں کی   رونق ہے بازاروں کی
ہنستے اور ہنساتے ہیں   خوشیاں خوب مناتے ہیں
شور مچاتے پھرتے ہیں   خاک اُڑاتے پھرتے ہیں
رنگ اُڑا کر بھاگے ہیں   دو پیچھے دو آگے ہیں
یہ تیوہار کی ہیں خوشیاں   اور بہار کی ہیں خوشیاں
اچھا کپڑا ہے جس کا   ان کو دیکھتے ہی کھسکا
اِک نے گوند بنایا ہے   ہاتھوں میں چپکایا ہے
اک نے سیاہی گھولی ہے !
ہولی ہے بھئی ہولی ہے

سر پر لے کر لال چُنریا   ناچ بندریا ناچ بندریا
ناچ رہی ہے خوب بندریا   بندر کی محبوب بندریا
بندر بھی اِک سونٹا لایا   بیچاری کو مارنے آیا
بچ گئی وہ کچھ آگے بڑھ کر   بندر والے کے سر چڑھ کر

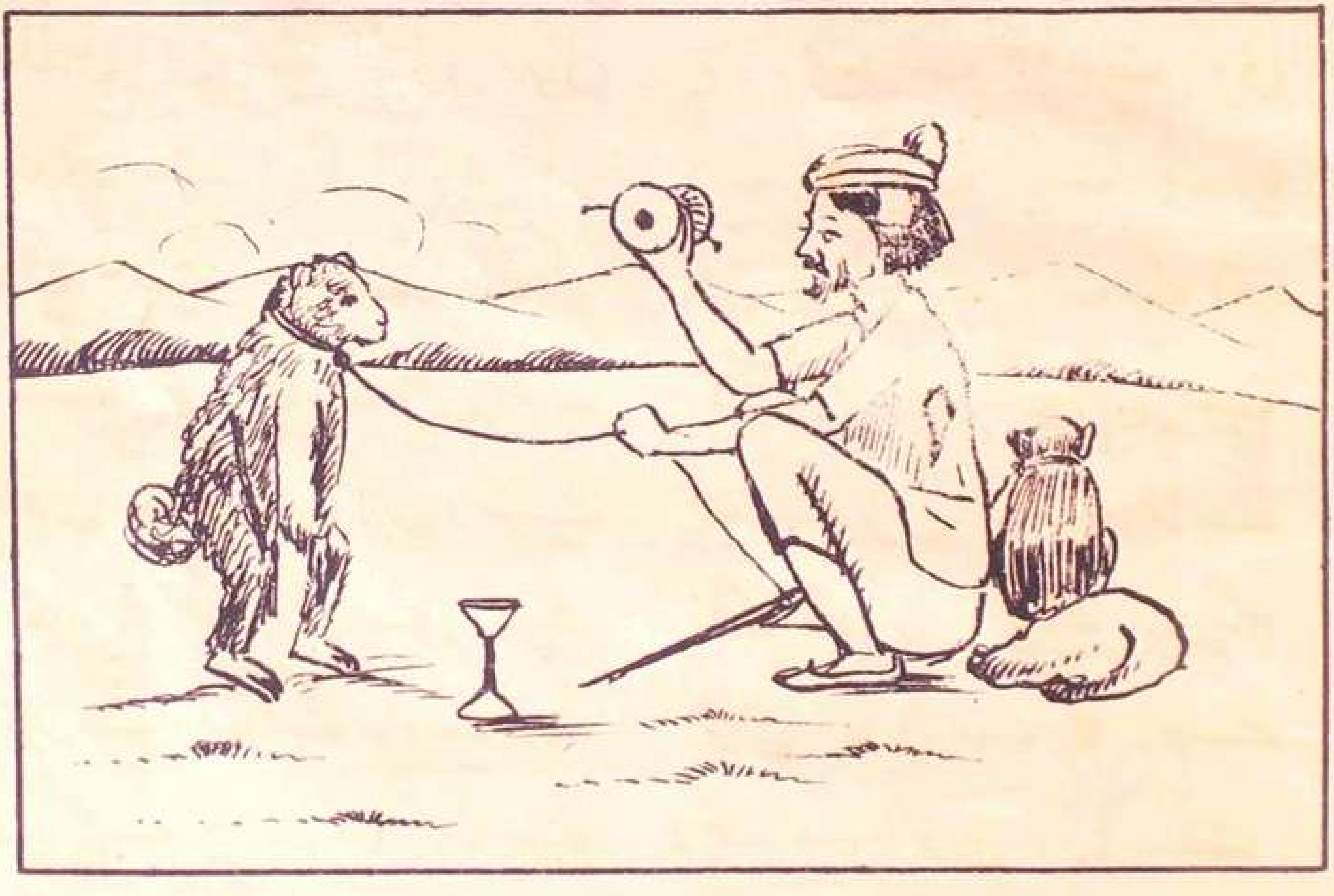

پڑھنے والے گھر کو آئے   کون اب مُفت میں وقت گنوائے
بندر والے کو نہیں گھاٹا   مل گیا اس کو دانہ آٹا
!

ناچ بندریا

گاؤں میں بندر والا آیا
ڈُگ ڈُگ ڈُگ کا شور مچایا
ڈُگڈُگی اس نے ایسی بجائی
چار طرف سے خلقت آئی
ساتھ ہے موٹا تازہ بکرا
اک بندر ہے ایک بندریا
دنیا بچے بالے لے کر
جمع ہوئی ہے چوک کے اندر
لڑکے شور مچاتے ہیں سب
ہنستے ہیں چلاتے ہیں سب
ماؤں کے دل میں ہیں دھڑکے
چھیڑتے ہیں بندر کو لڑکے
بندر خو خو کر کے لپکا
لڑکا ڈر کر پیچھے دبکا
بھر گئے چوک کے سارے کونے
کھیل لگا بکرے کا ہونے
واہ رے بکرے کیا کہنا ہے!
دیکھو کیسا ناچ رہا ہے
دیکھو وہ اُچھلا ہے بندر
جا بیٹھا بکرے کے اُوپر
ہنس کر کہتی ہے خلقت ساری
خوب سوار ہے خوب سواری
آئی بندریا لہنگا پہنے
ہاتھ میں لکڑی کان میں گہنے
بول اُٹھا ہے بندر والا
"ناچ ذرا بندر کی خالا"

دوستی اَور سچائی

سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

ہم ہیں ہمدردی پر قائم اور رہیں گے قائم دایم
ہندو ہو کوئی یا مُسلم
سِکھ ہو یا عیسائی
سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

کرتے ہیں ماں باپ کی عزّت حاکم کے پرتاپ کی عزّت
اپنے میل ملاپ کی عزّت
چھوڑی سب خود رائی
سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

خالق کی کرتے ہیں عبادت شاہ سے ہم رکھتے ہیں اُلفت
قوم کی خدمت۔ دیس کی خدمت
سینے میں ہے سمائی
سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

سکاؤٹ کا گیت

سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی
آج سکاؤٹ بن کر جانا آدمیت کا گُر پہچانا
ساری دُنیا میں پھیلانا
نیکی اور بھلائی
سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

دُکھیاروں کی سیوا کرنا لیکن کچھ احسان نہ دھرنا
ہے اُلفت کا جینا مرنا
عزت اور بڑائی
سب ہیں بھائی بھائی ہم سب ہیں بھائی بھائی

مذہب اپنا غمخواری ہے نیکی اور وفاداری ہے
ہم کو ہر شے سے پیاری ہے

دھرتی پر ہیں ہاتھی گھوڑے   جل میں رہتے ہیں جلھوڑے
تو نے اُٹھایا سب کا بیڑا   پتھر میں رہتا ہے کیڑا
اُس کو بھی پہنچاتا ہے
تو سب کا اَن داتا ہے

تُو نے شہر بسائے ہیں
کیا بازار سجائے ہیں
آٹا تیرا دانے تیرے   رنگ برنگے کھانے تیرے
دُودھ دہی میوہ ترکاری   کھاتے پیتے ہیں نر ناری
راجا پرجا خلقت ساری   تیرے دروازے کے بھکاری
تو ہے سب کا دینے والا   کوئی گورا ہو یا کالا
تیرے ہی گُن گاتا ہے
تو سب کا اَن داتا ہے

تو سب کا اَن داتا ہے

تُو نے باغ لگائے ہیں
تُو نے پھُول کھلائے ہیں
پودوں کا رکھوالا تُو ہے   پانی دینے والا تُو ہے
سردی تیری - گرمی تیری   سختی تیری - نرمی تیری
دن کو دُھوپ اور رات کو شبنم   پیارے اور سُہانے موسم
مٹّی میں رکھّی ہیں غذائیں   برکھا بادل اور ہوائیں
تو ہی لے کر آتا ہے
تو سب کا اَن داتا ہے

جنگل میں ہے منگل تجھ سے
جاں داروں کا دنگل تجھ سے
شیر ہے باز ہے یا چڑیا ہے   ملتی ہے جو جس کی غذا ہے
ہنس کو موتی مل جاتے ہیں   دل کے غُنچے کِھل جاتے ہیں

سارے لڑکے نُور کے تڑکے
سو کے اُٹھیں گے اور سُنیں گے
تیرا نرالا
ڈھول مرے مُرغے
بول مرے مُرغے
کُکڑُوں کُوں!

ہاں ہاں بول کُکڑُوں کُوں
بانگ ہے تیری کِتنی اُونچی
اس سے اُونچا
بول مرے مُرغے
بول مرے مُرغے
کُکڑُوں کُوں!

کُکڑوں کُوں

خُوب اکڑ کر چڑھ کھانچے پر
ہاں اب تن جا مُرغا بن جا
کھول پَروں کو
کھول مرے مُرغے
بول مرے مُرغے
کُکڑوں کُوں!

لے اب گردن خوب گئی تن
سر کو جُھکا دے دُم کو اُٹھا دے
اپنے بازو
تول مرے مُرغے
بول مرے مُرغے
کُکڑوں کُوں!

بی امّی کا چرخا

بی امّی لو پھر کاتو — ایک دو چکّر آنے دو
ٹھہرو ٹھہرو دیکھو نا — اس میں بول رہا ہے کیا

چرّخ چوں۔ گھوں گھوں
چرّخ چوں۔ گھوں گھوں

بی امّی کا چرخا ہے — رنگ رنگیلا چرخا ہے
پریاں اس میں گاتی ہیں — دیکھوں تو چھپ جاتی ہیں

چرّخ چوں۔ گھوں گھوں
چرّخ چوں۔ گھوں گھوں

واہ رے چرخے تیری چال — کیسی گھوم رہی ہے مال
ہتھی جب چل جاتی ہے — پھر آواز یہ آتی ہے

چرّخ چوں۔ گھوں گھوں
چرّخ چوں۔ گھوں گھوں

ہاتھ میں اب لیتا ہوں روک — تکلے کی ہے تیکھی نوک

گوٹے کی چُنری

دیکھ بُوا میری گوٹے کی چُنری

آہا جی گُل ناری چُنری — رنگ رنگیلی پیاری چُنری
ململ کی اِک ناری چُنری — نازک نازک ساری چُنری

دیکھ بُوا میری گوٹے کی چُنری

امّی کے کچھ جی میں آیا — گوٹے کا اک تھان منگایا
چُنری پر سارا چپکایا — ہر کونے پر پھُول بنایا

دیکھ بُوا میری گوٹے کی چُنری

لچکا ہے ہاتھوں میں لچکتا — گوٹا ہے کُندن سا دمکتا
روشنی میں کیسا ہے چمکتا — ہاتھ لگانے سے ہے مسکتا

دیکھ بُوا میری گوٹے کی چُنری

اس کو خراب نہ ہونے دُوں گی — بیٹھوں گی تو سنبھال رکھوں گی
گھر میں جا کر رکھ چھوڑوں گی — اور تہوار کے دن اوڑھوں گی

دیکھ بُوا میری گوٹے کی چُنری

امّی تار نکالو تم پُونی اور اُٹھالو تم

چرخ چُوں - گھُوں گھُوں

چرخ چُوں - گھُوں گھُوں